فرمانِ نبویؐ

پوری دُنیا کی تباہی مسلمان کے خون سے ہلکی ہے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔" اس پوری دنیا کی تباہی خدا کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے ہلکی ہے "۔

تشریح:

اس حدیث سے یہ عظیم حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایک مسلمان شخص کی جان اللہ کے نزدیک کس قدر محترم ہے کہ پوری دنیا کا زوال ایک مسلم کے قتل سے ہلکی اور معمولی بات ہے۔ قرآن حکیم نے اس عظیم حقیقت کا احساس اور زیادہ شدید انداز میں کرایا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے۔

"اور جس شخص نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے، وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اس پر اللہ کا غضب ہے، اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ (النساء)

مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دینے کی جو ہولناک سزا یہاں قرآن میں بیان ہوئی ہے۔ اسے پڑھ کر مسلمان کا دل لرز اٹھتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسلمان کا عمداً قتل اس قدر سنگین جرم ہے کہ اس کی سزا بعینہٖ وہی ہے۔ جو دوسرے مقامات پر قرآن نے کٹر کافروں کے لئے بیان کی ہے۔ اس جرم کی سنگینی کی وجہ واضح ہے، ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ وہ اس کی جان کا احترام کرے۔ اور اسے کوئی گزند نہ پہنچائے۔ قتل کر دینے کے معنی یہ ہوئے کہ اس نے اپنے مسلمان بھائی کا سب سے بڑا حق تلف کر دیا، اور یہ اس کے ساتھ سب سے بڑا ظلم ہے۔ اب اس ظلم کی تلافی اور اس ہولناک غلطی کی اصلاح کی کوئی سبیل باقی نہیں رہی۔ اس لئے کہ تلافی کی بات جس سے کی جا سکتی تھی وہ ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہو چکا اور قاتل کی گردن پر بھیانک گناہ کا بوجھ باقی رہ گیا۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ طواف کے دوران آپ کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کعبے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ـ " کتنا پاکیزہ ہے تو اور کیسی خوشگوار ہے تیری فضا، کتنا عظیم ہے تو اور کتنا محترم ہے تیرا مقام۔ مگر اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے۔ ایک مسلمان کے جان و مال اور خون کا احترام تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے"۔ (ابن ماجہ) قرآن پاک کی یہ لرزہ خیز تنبیہ و وعید اور رسولؐ کی یہ بصیرت افروز ہدایات اگر مسلمانوں کے سامنے رہیں تو مسلمان معاشرہ واقعی جنت کا گہوارہ بن جائے۔

اکتوبر کے آخری ہفتے میں اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر

جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کی مصروفیات

پشاور ۲۲ اکتوبر:

پاکستان میں مقیم سویڈن اور ہسپانیا کے سفیروں نے ۲۲ اکتوبر کو اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی سے ان کے دفتر میں الگ الگ دوستانہ ملاقاتیں کیں۔ ملاقات کے دوران اتحاد اسلامی کے صدر نے افغان مسئلے کے موجودہ صورت حال اور ان کے سیاسی اور نظامی پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے انہیں مسئلے کے تمام پہلوں سے آگاہ کیا اور دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ افغان مجاہدین اپنی روز افزوں کامیابیوں سے مطمئن ہیں افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد وہ یہ اہلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں کہ ملک میں خونریزی کا سلسلہ ختم کر کے وہاں امن و امان بحال کریں یہ مذاکرات ایک پر خلوص اور خوشگوار ماحول میں طے پائے۔ جناب استاد ربانی نے فرمایا کہ ہم اس ضمن میں معقول سیاسی راہ حل کو ترجیح دیتے ہیں۔

پشاور ۲۶ اکتوبر:-

۲۶ اکتوبر بدھ کے سہ پہر برطانیہ کے نائب وزیر خارجہ جناب ردی گیلموئر اور پاکستان میں مقیم برطانیہ کے سفیر دونوں نے اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی سے اتحاد کے دفتر میں ملاقات کی۔ ملاقات دوستانہ ماحول میں افغان مسئلے کے موجودہ صورتحال کے بارے میں ہوئی۔

پشاور ۲۷ اکتوبر:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مسعود کی مناسبت اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے زیر اہتمام موضع چمکنی میں ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے عالی قدر سربراہ جناب پروفیسر برہان الدین ربانی نے عالم اسلام کے بزرگ رہنما عظیم پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ان کی شخصیت اور عظمت پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ: آج کے دور میں عالم انسانیت کا خطرناک دشمن خود انسان ہے ان بدبختیوں اور ناانصافیوں سے انسانوں کو صرف ایک ہی راستہ نجات دلا سکتا ہے۔ اور وہ راستہ ہے ارشادات الٰہی کی صحیح معنوں میں پیروی کرنا جسے خود اللہ تعالیٰ نے بشریت پر نازل فرمایا ہے۔ اس مبارک موقع پر استاد ربانی نے افغانستان کے شمالی حصوں کے پانچ ہفتوں کے اپنے طویل سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ان پانچ ہفتوں کے دوران میں نے افغانستان کے بیشتر شمالی صوبوں کا تفصیلی دورہ کیا۔ اور یہ جان کر مجھے نہایت مسرت اور خوشی حاصل ہوئی کہ ہمارے جیالے سرفروش مجاہدین نہ صرف یہ کہ دشمن کے مقابلے میں اپنے جہادی مشن کو بہ وجہ احسن انجام دے کر اُن پر غالب ہیں اور نہ صرف آئے دن شاندار فتوحات اور کامرانیاں ان کے قدم چوم رہی ہیں۔ بلکہ وہ تو اپنے آزاد کرائے گئے علاقوں میں فلاحی

اور عمرانی کاموں میں نہایت دلچسپی بھی لیتے ہیں اور شب و روز سرگرم عمل بھی ہیں۔

پروفیسر برہان الدین ربانی نے ایک بار پھر اعلان کیا کہ افغان مجاہدین کے دروازے ملک کے اندر اور باہر ہمارے اُن افغان بھائیوں کے لئے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ جو عوام کے خلاف کسی جرم کے مرتکب نہیں ہوتے ہوں۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں ہمارے بھائی ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ پشاور آئے یا افغانستان کے اندر ہمارے آزاد علاقوں میں اپنے اپنے تجارب کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ افغانستان کی از سر نو تعمیر میں بھرپور کردار ادا کریں۔

اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری جناب پیریز ڈیکویئار کے نام اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر،

پروفیسر بُرہان الدّین ربانی" کا پیغام

بہ صد احترام! اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے آپ نے آج تک دنیا میں پائیدار امن اور سلامتی کے لیۓ جو سیاسی سرگرمی اور کردار ادا کیا ہے وہ واقعتاً قابل داد و تحسین ہے اور میں ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

افغان مسئلے کے بارے میں آپ کے خاص نمائندے جناب کارڈوویز نے اپنے مشن کے آخری ایام میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ خود اُن کی ذاتی شہرت، حیثیت اور اقوام متحدہ کے منشور کے سراسر منافی ہیں۔ جناب کارڈوویز کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ افغانستان کے اندرونی معاملات میں براہ راست مداخلت کرتے ہوئے غیر ضروری تبصرے کرتا پھرے۔ جس کا سرے سے جواز ہی نہ تھا۔ انہوں نے افغانستان کی آئندہ حکومت کی تشکیل کے بارے میں چند ایک اشخاص کو دعوت دے کر اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی کوشش کی ہے۔

افغان مجاہدین اور ہماری جہادی تنظیموں نے اپنے دین کے تحفظ اور اپنے وطن کی آزادی کی خاطر دنیا کی ایک سپر طاقت کے خلاف لڑ کر اسے شکست سے دوچار کر دیا۔

ہمیں اس بات پر صد افسوس ہے۔ کہ جناب کارڈوویز جیسے مدبر اور سیاست دان نے افغان مسئلے پر ایسی تاخت و تاز کیوں کی۔ جو سیاسی نکتہ نظر سے بعید تھی۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ انہوں نے افغانستان کے اندرونی معاملات میں بلا جواز مداخلت کی جب کہ وہ خود بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ افغانستان کے مستقبل کو خود افغان عوام ہی تعین کر سکتے ہیں۔

لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ براہ کرم جناب کارڈوویز کو توجہ کرے کہ وہ آئندہ ایسے غیر ضروری بیانات سے گریز کریں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے نہ صرف ان کی ذاتی شخصیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے بلکہ اقوام متحدہ کے وقار کو بھی شدید دھچکا لگ سکتا ہے۔

افغانستان آج ایک نازک اور حساس تاریخی مرحلے سے گزر رہا ہے اور افغان عوام اپنی تاریخی ذمہ داریوں کو نبھانا بخوبی جانتے ہیں۔ فطرتی طور پر مستقبل کا تعین ہماری قوم کا مسلمہ حق ہے۔

آخر میں میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو قوم اپنی سرزمین سے دنیا کی روس جیسی سپر طاقت کو نکال سکتی ہے۔ اس قوم میں یہ صلاحیت بھی موجود ہے کہ وہ آزادی حاصل کرنے کے بعد ایک مستقل، آزاد اور مضبوط حکومت بنائے اور اپنے ملک کے از سر نو تعمیر کر کے اس خطے کو دنیا میں صلح، امن اور آرامش کا مثالی مرکز بنا کر عالم بشریت کی ترقی و تعالی کے لئے بھرپور کردار ادا کر سکے۔

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کی سپریم کونسل نے

قانون انتخابات کا مسودہ منظور کرلیا

پروفیسر برہان الدین ربانی کی قیادت میں اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے سپریم کونسل نے بروز ہفتہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو اتحاد کے مرکزی دفتر میں ایک اجلاس منعقد کیا۔ جس میں طویل بحث کے بعد "شوریٰ اسلامی افغانستان" کے انتخابات کے قانون کا مسودہ اور اس کے متعلق احکام کو تصویب اور منظور کر دیا۔

انتخابات کے قانون کا مسودہ (۸) فصل اور (۴۹) دفعات پر مشتمل ہے۔

فصل اوّل: عام احکام کے بارے میں ہے۔

فصل دوم: تعریفات پر مشتمل ہے

فصل سوم: (شوریٰ اسلامی افغانستان) کی ترکیب اور بناوٹ کے بارے میں ہے، جس میں ذوات ذیل شامل ہوں گے:

۱. ہر جہادی تنظیم کے دس، دس نمائندے جو وضع کئے گئے صفات پر متصف ہو۔

۲. افغانستان کے مجاہد ملت کے وہ نمائندے جو انتخابی حلقوں سے متعارف ہوں گے۔

۳. وہ علماء جن کی رکنیت متفقہ طور پر اتحاد اسلامی افغانستان کے سپریم کونسل (شوریٰ) کے لئے متفقہ طور پر منظوری کی ہو۔

فصل چہارم اور پنجم میں امیدواروں اور ووٹروں کی شرائط توضیح کر دیئے گئے ہیں۔

فصل ششم انتخابات کے طریقوں اور طرز العمل پر مبنی ہے۔ اس فصل میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ایک ایک انتخابی حلقے میں عوام کے پسند کا امیدوار موجود ہو تو (شوریٰ اسلامی افغانستان) سے اس کا تعارف کیا جائے ورنہ (شوریٰ اسلامی) خود علاقے کے کسی ایک امیدوار کا تعین کرے گا۔ اگر متذکرہ حلقے میں علاقائی شوریٰ نہ ہو تو (ہیئت نظار) کو یہ صلاحیت سونپی گئی ہے کہ وہ اپنے حلقے کے کسی ایک عالم شخص، کمانڈر یا کسی اور دانشمند کو چن کر اسے شوریٰ اسلامی افغانستان کی رکنیت کے لئے منتخب کر سکتا ہے۔ جب "ہیئت نظار" کو معلوم ہو کہ اجتماع کو تشکیل کرنا ناممکن ہے۔ تو اس حلقے میں عام انتخابات کئے جائیں وہ حلقے جو آج کل مجاہدین کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ اُن حلقوں سے قیادی شوریٰ کو یہ صلاحیت حاصل ہے کہ وہ کسی ایک شخص کو جو امیدوار کے شرائط پر پورا اترے تعین کرے اور ایران و پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین و مجاہدین اس کے بارے میں اظہار رائے دیں۔

فصل ہفتم: مرکزی الیکشن کمیشن پر مبنی ہے جس کا تعین اتحاد اسلامی افغانستان کے سپریم کونسل کرے گی۔

فصل ہشتم: علاقائی ہیئت نظار کے بارے میں ہے جنہیں مرکزی الیکشن کمیٹی اندرون و بیرون ملک بھیج سکتی ہے یہ باصلاحیت نمائندے جہادی تنظیموں کی طرف سے ہر انتخابی حلقے کے لئے دو، دو امیدواروں کو الیکشن کمیٹی سے متعارف کر سکتے ہیں

ـ مقررہ مدت کے لئے سربراہ مملکت کے عہد حکومت کا تعین۔

ـ عبوری حکومت کے لئے رائے موافق دینا

ـ اگر عبوری حکومت موافق رائے حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ تو سربراہ مملکت شوریٰ کے کسی ایک رکن کو بحیثیت وزیر اعظم نامزد کرے گا۔ اور وہ اپنی کابینہ کے لئے اعتماد کا ووٹ

• قانون۔ اسلامی شریعت کے مطابق بنا کر اسے پاس کیا جا سکتا ہے۔
• حکومت کے بجٹ کا اندازہ
• جنگ بندی اور بین الاقوامی قرار دادوں کے تصویب۔
• متذکرہ قانون کے مسودے میں یہ یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ "شوریٰ اسلامی افغانستان" کے قیام اور سربراہ مملکت کے مقرر ہونے کے بعد جہادی تنظیموں کے انتظامی اور مالی وسائل نئے زعماء کو تفویض کر دے اور اس کے بعد ان تنظیموں کو سیاسی اور انتظامی امور انجام دینے کا حق نہیں ہوگا۔
• قانون کے مطابق عبوری حکومت اشوریٰ اسلامی افغانستان) کو جوابدہ ہوگی۔
• متذکرہ شوریٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دو تہائی آراء حاصل کر کے سربراہ مملکت کو سبکدوش کر دے۔

جواب آں غزل

ڈاکٹر نجیب کے اُس بیان کے جواب میں کہ: "وہ مکہ المکرمۃ میں افغان مجاہدین سے مذاکرات کرنے کے لئے تیار ہے۔" اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر پروفیسر برہان الدین ربانی" نے اس ضمن میں فرمایا۔
"نجیب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ افغان مجاہدین اور ان کے قائدین کسی بھی مقام پر اور کسی بھی شرط کے تحت اس کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

نجیب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کس منہ سے مکۃ مکرمہ میں داخل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے جب کہ وہ ماضی میں ارتداد کے جرم کا مرتکب ہو چکا ہے۔

البتہ یہ خوشی کا مقام ہوگا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر صدقِ دل سے اپنے الحادی نظریے سے توبہ کر لے اور دوبارہ مشرف بہ اسلام ہو جائے۔

آج نجیب وہ بدبخت انسان ہے جس کی یہ دنیا بھی خراب ہو چکی ہے اور آخرت بھی۔

امید ہے کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر اپنے کئے گئے جرم کی توبہ مانگے اور اللہ تعالیٰ اس کے توبہ کرنے کی پاداش میں اس پر رحم فرمائے اگر وہ جلد اس عمل کا آغاز کرے تو اس کے لئے بہتر ہوگا۔

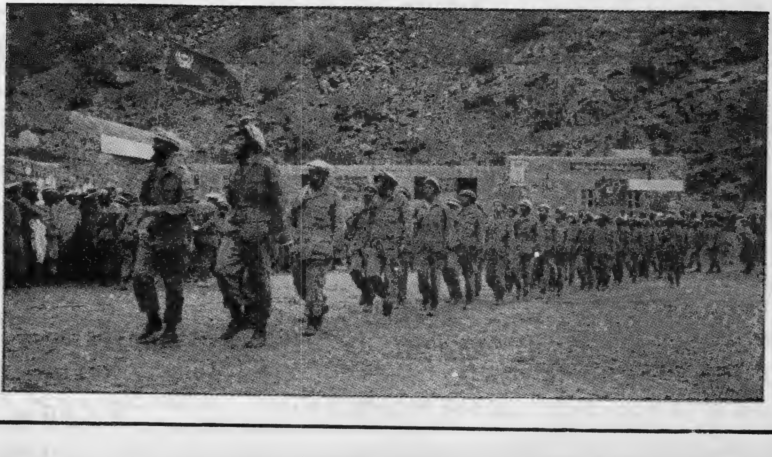

روسیوں کے ساتھ براہ راست مذاکرات کے بارے میں

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کا اعلامیہ

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کا ایک با اختیار وفد نائب روسی وزیر خارجہ کے ساتھ مذاکرات کے لئے ۲ دسمبر جمعہ کی شام پاکستان سے سعودی عرب روانہ ہوگیا۔ اس وفد کی قیادت جناب پروفیسر استاد برہان الدین ربانی کر رہے ہیں۔ وفد کے ارکان ان شخصیتوں پر مشتمل ہیں۔ جناب حضرت صبغت اللہ مجددی صاحب، جناب عبدالقدیر کریاب انجنیئر محمد ایوب اور انجنیئر محمد اسحٰق۔

روسیوں کی جانب سے وفد کی قیادت یولی وارنسٹوف جو اپنے ملک کے اول نائب وزیر خارجہ بھی ہیں کر رہے ہیں۔ یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ مجاہدین جناب وارنسٹوف کو کابل میں روسی سفیر کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتے۔

مذاکرات ۴ دسمبر سے ۶ دسمبر تک سعودی عرب کے شہر طائف میں ہوں گے وفد کی روانگی سے پہلے استاد ربانی نے ایک پریس ریلیز میں کہا :۔

۱۔ روسیوں نے اقوام متحدہ کے نمائندہ سے تقاضا کیا تھا کہ مجاہدین کے ساتھ براہ راست مذاکرات کرنے کے لئے مناسب جگہ کا تعین کریں۔ مجاہدین جو اپنی قوت اور طاقت سے بہرہ مند ہیں، نے سعودی عرب کو مذاکرات کے لئے بہتر سمجھا۔

۲۔ روسیوں کے ساتھ براہ راست مذاکرات ہم نے اس دلیل پر قبول کئے کہ وہ ہمارا اصل فریق ہے نہ کہ ان کے ایجنٹ۔ روسیوں کے ساتھ مباحثات کا مفہوم یہ ہے کہ جنیوا معاہدہ جو مجاہدین کی عدم موجودگی میں طے پایا ہے۔ صلح کے قیام میں ناکام ہوا ہے۔

۳۔ مذاکرات کے دوران ہم روسیوں پر زور دیں گے کہ وہ فوری طور پر اپنی فوجوں کو افغانستان سے نکال لیں۔ ان کی براہ راست فوجی مداخلت سے جو نقصان ہمارے ملک کو ہوا ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ اُن علاقوں میں جہاں ان کا ابھی کنٹرول ہے بچھائی گئی بارودی سرنگوں کو صاف کرے اور مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں جو سرنگیں موجود ہیں۔ ان کا نقشہ فوراً مجاہدین کے حوالے کیا جائے۔ ہمچناں ہم روسیوں سے تقاضا کریں گے۔ کہ وہ مزید ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت نہ کرے اور کابل انتظامیہ کو جدید اسلحہ فراہم کرنے سے گریز کرے۔ اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ یہ سارا اسلحہ بھی ایک نہ ایک روز غنیمت کے طور پر ہمارے مجاہدین کے ہاتھوں آئیگا

۴۔ ہم دنیا پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا جہاد اس وقت تک جاری رہیگا جب تک ہمارے عوام کی امنگوں کے مطابق وہاں ایک اسلامی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ ہم آزادی کے بعد اپنے ملک کی از سر نو آبادی کے لئے نہایت صبر و استقامت کے ساتھ کام کریں گے۔

۵۔ میں ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں کہ وہ لوگ جن کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں اور مجاہدین سے رابطہ استوار کرنے کے خواہشمند ہوں یا وہ لوگ جو مجاہدین کے مقاصد کے خلاف مجاہدین سے برسرپیکار تھے اگر وہ توبہ تائب ہو جائے تو انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

۶۔ ہم سعودی عرب، پاکستان، سبھی اسلامی اور دوست ممالک سے جنہوں نے ہماری جدوجہد آزادی کی راہ میں ہماری امداد کی ہے اور کر رہے ہیں میں انکا شکریہ ادا کرتا ہوں

نورِ ہدایت کا طلوع

ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحاؑ

تحریر: سیّد عبداللہ

پیر کا دن ۱۲ ربیع الاول وہ فرخندہ اور بابرکت دن ہے۔ جس میں بی بی آمنہ کے ہاں ولادت باسعادت ہوئی۔

۱۲ ربیع الاول کا دن عالم اسلام کے لئے انتہائی فضیلت و اہمیّت کا حامل ہے اس پُر فیض دن ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ، عبدالمطلب کے پوتے، عبداللہ کے نورِ نظر اور بی بی آمنہ کے جگر گوشہ ہادیٔ برحق نورِ مجسم، خیر البشر، فخر موجودات خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ حضرت مصطفیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سرزمینِ حجاز مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے۔

جب پوری کائنات اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ جب دنیا گناہوں کی آلودگی میں لتھڑی ہوئی تھی۔ عزت و آبرو کے آبگینے چور چور ہو رہے تھے۔ انسانیت کا ادب و احترام دلوں سے نکل چکا تھا۔ باطل کا دور دورہ تھا۔ جہالت کی فرسودہ رسومات زوروں پر تھیں۔ ان کی جہالت اور خون آشامی ضرب المثل تھی اور جہاں ذلالت، جہالت، بدتمیزی بے حیائی، ظلم و ستم اور استبداد نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ شرم و حیا کو سمندر کے حوالے کر دیا گیا تھا، معصوم بچیوں کا گلا گھونٹ کر پیوند خاک کر دیا جاتا، خون آشام تلواریں معمولی معمولی باتوں پر میانوں سے باہر آ جاتی تھیں مرکزِ انسانیت جس کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے اس واسطے تعمیر کیا تھا کہ اس میں خدائے واحد کی کبریائی بیان کی جائے۔ مگر بے جان اور بے اختیار بتوں نے خدائے واحد کی جگہ سنبھال رکھی تھی اور بیت اللہ کو بیت الاصنام بنا کر رکھ دیا تھا۔ جہالت کی تاریکیوں میں انسانیت کی عالمگیر گہرائیوں اور ہولناک تاریکیوں میں ایک نورِ مجسم بلکہ انسانیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بارہ ربیع الاول کو چمکا۔ مکہ کی گلیاں مرحبا مرحبا کہہ کر پکارتی ہیں۔ مکہ کی گلیوں میں انقلاب آفرین کی صدا گونج اٹھتی ہے۔ اقلیم و قلوب کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں، انسانیت مسکرا اٹھتی ہے۔ انسانوں کے خون سے نہانے والی تڑپتی مچلتی تلواریں میانوں میں واپس چلی جاتی ہیں اور انسانیت کو حسن سے آشنا کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ صدا گونج اٹھتی ہے۔ تہذیب و تمدن کا گلستان مہک اٹھتا ہے گلشن زندگی میں شرف کے گل کھل اٹھتے ہیں

جآء الحق و زھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا۔

بہاریں جھومنے لگتی ہیں، علم و عمل کے درخشاں موتیوں سے انسانیت کی گود بھر دی جاتی ہے، بے چین روحوں کو قرار آ جاتا ہے۔ بھٹکے ہوؤں کو منزل مل جاتی ہے۔ امن بستیوں میں بسیرا کر لیتا ہے اور جہالت پسپائی پر مجبور ہو جاتی ہے۔

درس دل اس نے دیا درس نظر اس نے دیا آدمی کو آدمیت کا ثمر اس نے دیا عیاری، منافقت، بدعہدی اور بددیانتی کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی جاتی ہے بے جان اور بے اختیار خداؤں کی خدائی ختم ہو جاتی ہے۔ خدائے واحد کی توحید کے نغمے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیتے ہیں۔

ایک وہی ہے رب کی ذات
جس کے ہاتھ میں موت وحیات
کل کا مالک وہ تنہا
لا الٰہ الا اللہ

شب ظلمت ضیائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہونے لگتی ہے۔ آپ نے اپنے گہرے دشمن کو اپنی تعلیمات سے گہرا دوست بنا لیا۔ باپ کو بیٹے سے شفقت کا درس دیا اور بیٹے کو باپ کی عزت کا درس دیا۔ ظالموں کو رحمدل بنایا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں فخر آدم ہوں۔ شجاعت نوح ہوں، فطرت اسماعیل ہوں۔ شفائے مسیحا ہوں اور حسن یوسف ہوں۔ مجھے جان لو۔ مجھے جان لو۔ سرمدی فلاح تمہاری قدم بوسی کرے گی۔ اور آؤ پھر ہم بھی اسی نبیؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنائیں۔ جس کو اپنانے سے عرب کے بدو ستاروں کے جھرمٹ بن گئے۔ اور جب گلہ بانوں نے اپنایا تو فتح عالم بن گئے۔

ایسی زندگی کا آغاز کیجئے۔ جو ہر گروہ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو وہ صرف محمد عربیؐ کی سیرت ہے اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد نبوی کے منبر پہ کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو۔ اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض سرانجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ تمہارے سامنے ہے۔ اگر یتیم ہو تو عبداللہ کے جگر گوشے کو نہ بھولو۔ اگر تم جوان ہو تو نبیؐ سیرت پڑھو۔ اگر عدالت کے قاضی اور پنچائیت کے ثالث ہو تو کعبہ میں طلوع آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کھڑا کر رہا ہے۔ اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو عائشہؓ خدیجہؓ کے مقدس شوہر حیات پاک پڑھو غرض تم جو کوئی بھی ہو۔ تمہاری زندگی کے لئے بہترین نمونہ تمہاری سیرت کی درستگی ہے۔ اصلاح کے لئے تمہارے ظلم خانے کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے میں ہر وقت مل سکتا ہے آپؐ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو سابقہ انبیاء میں تھیں آپؐ حضرت یوسفؑ کی طرح صاحب جمال، حضرت ایوبؑ کی طرح صابر، حضرت سلیمانؑ کی طرح صاحب اقتدار، حضرت خلیلؑ کی طرح مہاجر، اور حضرت داؤدؑ کی طرح صاحب تاجر بھی تھے۔ آپ قلب سلیم بھی ہیں۔ امانت و صداقت کا یہ عالم ہے کہ عمر فاروقؓ عدالت نبویؐ کے قاضی بنتے ہیں سخاوت کا یہ عالم ہے کہ عثمانؓ جیسے عظیم نوجوان سے سخاوت و فیاضی کے دریا بہا دیتے ہیں۔ شجاعت و دلیری کا یہ عالم ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اور سیدالشہداء امیر حمزہ اور خالد بن ولید بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ رعب کا یہ عالم ہے کہ دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑتی ہے فقر و فاقہ کا یہ عالم ہے کہ خدا کو فرمانا پڑتا ہے المزمل قم الليل الا قليلا۔ سادگی کا یہ عالم ہے کہ بکری کا دودھ لیتے ہیں اپنے جوتے خود مرمت کرتے ہیں۔ آپؐ کے ذکر کی کیا شان ہے کہیں کہ "رفعنا لک ذکرک ہیں" اخلاق کی کیا شان ہے "کان خلقه القرآن" بن جاتے ہیں۔ اور کہیں رحمت للعالمین کی حقیقت۔ قرآن پاک ظاہر کرتا ہے۔

نبی بن کر امام آئے تھے اپنی اپنی امت کے مگر میرا نبی بن کر رسولوں کا امام آیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انقلاب لائے وہ انقلاب عالمگیر سے موسوم ہے ہر ایک نے انسان کو جوں کا توں رکھ کر خارجی نظام کو بدلنے کی تدابیر کی ہیں لیکن ہر وہ تبدیلی حقیقی مسائل حیات کو حل کرنے میں رائیگاں وہی جو انسان کو اندر سے بدلنے میں کارگر ثابت ہوئی۔ حضورؐ جو انقلابی تبدیلی لائے اس کا سب سے بڑا اور اہم پہلو یہ ہے کہ انسان اندر سے بدل گیا انسانی روپ میں جو خواہش پرست حیوان پایا جاتا تھا وہ کلمہ حق کے اثر سے مٹ گیا اور اس کی راکھ سے ایک خدا پرست اور بااصول انسان ابھر آیا۔ یہ ہادی اکبرؐ کے انقلاب کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت عمرؓ جیسا مکہ کا ایک میخوار نوجوان بدلا تو پھر کہاں پہنچا فضاء میں تبدیلی آئی تو کس شان سے آئی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کو لیجئے کہ کیا انقلابی جذبہ تھا کہ کعبہ میں کھڑے ہو کر جاہلیت کو چیلنج کیا اور راہ حق میں کس طرح مار کھائی۔ لبینہ اور سمیعہ جیسی کنیزوں کی انقلابی شجاعت و عزیمت پہ نگاہ ڈالئے نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ کی جرأت کا اندازہ کریں تو دل دہل جاتا ہے

عام آدمی کو ہر تبدیلی کی چکی میں بڑی بے رحمی اور سنگدلی سے پسا جاتا ہے۔

عرب کا تاریک ترین ماحول جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان کارزار بنا ناقابلِ بیان ہے۔ وہاں عاد و ثمود کے ادوار میں اردن اور یمن کی حکومتوں کے سائے میں اگر تہذیب و تمدن کی روشنی نمودار ہوئی بھی تو اسے گل ہوئے مدتیں گزر چکی تھیں۔ تمدن کی صبح ہنوز جلوہ گر نہیں ہوئی تھی اور نہ انسانیت خوابِ غفلت سے بیدار ہوئی تھی۔ ہر طرف انتشار تھا، انسان اور انسان کے درمیان ٹکراؤ اور تصادم تھا قریشِ مکہ نے بت پرستانہ اور کافرانہ مذہب کے ساتھ کعبہ کی مجاوری کا کاروبار شروع کر رکھا تھا۔ باقی ماندہ عرب تفکّری الجھن میں مقید تھا۔ مکہ اور طائف کے مہاجنوں نے سود کے جال پھیلا! رؤسائے غربا اور کمزوروں کو بھیڑ بکریوں کا درجہ دے رکھا تھا اور کمزور قوت والوں کے قدموں میں سجدہ ریز تھے یہ تھے وہ حالات جن میں حضورؐ کی انقلابی مشعلِ رشد و ہدایت یکایک ابھر آئی ہے۔ اور ابن الوقت کے پیدا کردہ تمدن بحرانوں کی تاریکیوں اور جہالت کا سینہ چیر کر ہر طرف اجالا کر دیتی ہے ایسے مایوس کن حالات میں کوئی دوسرا ہوتا تو یقیناً زندگی سے کنارہ کشی کرتا چونکہ دنیا میں ایسے صالح اور نیک لوگ بکثرت تشریف لائے۔ جنہوں نے بدی سے نفرت کی مگر وہ بدی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو سکے۔ وہ اپنی جان کی سلامتی کے لئے تہذیب و تمدن سے روپوشی ہو کر غاروں میں پناہ گزین ہوئے۔ مگر اس کے برعکس حضورؐ نے انسانیت کی نیا کو طوفانی موجوں میں ہچکولے کھاتے چھوڑ کر اپنی جان کی سلامتی کی فکر نہ کی بلکہ ہلاکت انگیز گردابوں سے لڑ کر ساری اولادِ آدم کے لئے راہِ نجات تلاش کی آپؐ نے تمدنی کشتی کی پتوار سنبھالی اور پھر اسے ساحلِ مراد کی طرف رواں دواں کر دیا۔

در اصل حضورؐ کے پیشِ نظر جہاں اعتقادی اور اخلاقی انقلاب تھا وہاں سیاسی انقلاب بھی پوری اہمیت کے ساتھ تھا۔ جہاں فرد کی اصلاح مطلوب تھی، وہاں تمدن کی درستی بھی مقصود تھی بالفاظ دیگر حضورؐ نے انسان کو ایک اجتماعی وجود کی حیثیت سے سامنے رکھا۔ اور اس کی اصلاح جملہ تمدنی رابطوں سمیت کرنا چاہی تاریخ ایسی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ فاسد قیادت کے تحت کوئی نظام پروان چڑھا اور بغیر کسی سیاسی کش مکش کے محض وعظ و تبلیغ اور انفرادی اصلاح کے کام سے اجتماعی انقلاب رونما ہوا ہو۔

اس عظیم ہستی کی قیادت میں جو انقلاب برپا ہوا اور جو معاشرہ تشکیل دیا گیا وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ نظام حق چلا کہ جس نے اگر بندشِ شراب کی منادی کی تو بہترین شرابوں کے مٹکے گلیوں میں پھینک دیئے گئے۔ جس نے اگر جہاد کے لئے پکارا تو نوعمر لڑکے ایڑیوں پر کھڑے یہ کوشش کرتے دکھائی دیئے کہ وہ لوٹائے جانے سے بچ جائیں۔ جس نے اگر چندہ طلب کیا تو حضرت عثمانؓ جیسے فدائیوں نے مال سے لدے ہوئے اونٹوں کی قطاریں لاکر کھڑی کر دیں اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی ساری متاع تحریک کے قدموں میں ڈال دی۔ جس نے اگر مہاجرین کی بحالی کے لئے انصار کو پکارا۔ تو انہوں نے دل و جان سے اور خندہ پیشانی سے ہر حکم کی تعمیل کی

حضورؐ نے بحیثیت سپہ سالار پورے عالم میں ایک مثال قائم کی ہے، دنیا میں جنگ کے سپہ سالاروں کا مقصد سلطنت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن حضور جو سلطنت قائم کرنا چاہتے تھے وہ بجائے خود مقصود بالذات نہ تھی۔ بلکہ اس کے ذریعے سے دنیا کے تمام ظالمانہ نظام ہائے سلطنت کو مٹا کر جن میں خدا کے بندوں کو بندوں کا خدا ٹھہرا دیا گیا تھا اس کی جگہ خدا کے فرمان کے مطابق ایک ایسا عادلانہ نظام قائم کرنا مقصود تھا۔ جس میں خدا کے سوا نہ کسی دوسری طاقت کی سلطنت ہو اور نہ کسی دوسرے کا قانون رائج ہو اور جس میں فرماں روا افراد کی شخصیت، قومیت اور زبان نسل وطن اور رنگ سے اس کو تعلق نہ ہو بلکہ اس کی جد و جہد کا سارا منشار سلطنت کے قیام، طرزِ سلطنت، طریقِ حکومت اور عدل و انصاف اور احکام کے حق و باطل سے ہو۔

دنیا میں جو سلطنتیں قائم ہوئیں یا ہوتی ہیں ان کا عام قاعدہ یہ ہے کہ ایک فاتح ایک گروہ کو لے کر اٹھتا ہے اور لاکھوں کو تہہ تیغ کر کے اپنی طاقت و قوت

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

تحریر: کلیم اختر

مجاہدین کی روز افزوں کامیابیوں نے روس کو بوکھلا دیا

افغانستان سے روسی فوجیوں کی واپسی کا التوا خطرے کی علامت ہے

افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی ملتوی کرنے پر امریکہ نے شدید ردِ عمل کا اظہار کیا ہے اور روس کو انتباہ کیا ہے کہ اس کے اس فیصلہ سے علاقے میں کشیدگی میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ جنیوا معاہدہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے ۱۵ فروری آئندہ سال تک اپنی تمام فوج افغانستان سے نکال لے یاد رہے کہ اس وقت افغانستان میں روس کے پچاس ہزار فوجی موجود ہیں۔ جو گذشتہ کئی روز سے کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں امریکی صدر ریگن نے کہا ہے کہ انہیں روس کے اس فیصلے سے سخت مایوسی ہوئی ہے۔ وائٹ ہاؤس کے پریس سیکرٹری مارلن فیٹر والٹر نے کہا ہے کہ فوجوں کی واپسی معطل کرنے کے روسی فیصلہ سے علاقہ میں کشیدگی بڑھ جائے گی اور اس خیال کو تقویت ملے گی کہ روس جنیوا سمجھوتہ پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہے۔ امریکی ترجمان نے کہا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ روس اس معاہدے کی پابندی کرے گا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امریکی محکمہ خارجہ نے بھی روس کی گذشتہ دنوں کی کارروائیوں پر اعتراض کیا ہے اور روس سے کہا ہے کہ وہ حسب وعدہ ۱۵ر فروری تک افغانستان سے تمام فوجیں واپس بلالے۔

روس کے محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے۔ کہ مجاہدین کے بڑھتے ہوئے حملوں کے پیش نظر وہ وقتی طور پر افغانستان سے اپنی فوجیں واپس نہیں بلا رہا ہے اور اس وقت بقول روسی ترجمان کے افغان مجاہدین کی جانب سے ساڑھے پانچ سو سے زائد حملے کئے جا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی سیاسی اور فوجی صورتِ حال کے پیشِ نظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے' اور ماسکو جنیوا سمجھوتہ کی رُو سے افغانستان کے معاملہ میں اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نائب وزیر خارجہ روس الیگزنڈر بر برنیف نے اپنی حالیہ پریس کانفرنس میں یہ کہا ہے۔ کہ روس اب بھی جنیوا سمجھوتہ کے مطابق ۱۵ر فروری تک اپنی فوجوں کی واپسی چاہتا ہے۔ اور یہ واپسی عارضی طور پر معطل کی گئی ہے۔ ان کے بقول افغانستان میں موجود ایک لاکھ روسی فوجوں میں سے آدھی تعداد کی واپسی کا کام اگست میں مکمل ہو گیا تھا۔ توقع تھی کہ جلد ہی فوجوں کی واپسی کا اگلا مرحلہ شروع ہو جائے گا۔ اس بارے میں کچھ نہیں کہا کہ فوجوں کی واپسی کا اگلا مرحلہ کب شروع ہوگا۔

اصل صورتِ حال یہ ہے کہ روس افغان مجاہدین کی روز افزوں کامیابیوں سے سخت بوکھلا گیا ہے۔ ایک طرف مجاہدین آگے بڑھ رہے ہیں اور دوسری جانب کابل میں روس نواز انتظامیہ حالات پر قابو پانے میں ناکام ہو گئی ہے اور صورتِ حال اتنی بگڑ چکی ہے کہ بھارت نے کابل تک پروازیں منسوخ کر دی ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق انڈین ایئر لائنز نے کابل تک اپنی پروازیں روک دی ہیں۔ کیونکہ پائلٹوں نے افغانستان کی موجودہ خطرناک صورتحال کے پیشِ نظر کابل تک پروازوں سے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ روس نے محاذِ جنگ پر اپنی پسپائی کی بنا پر ہی

ماہنامہ

مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

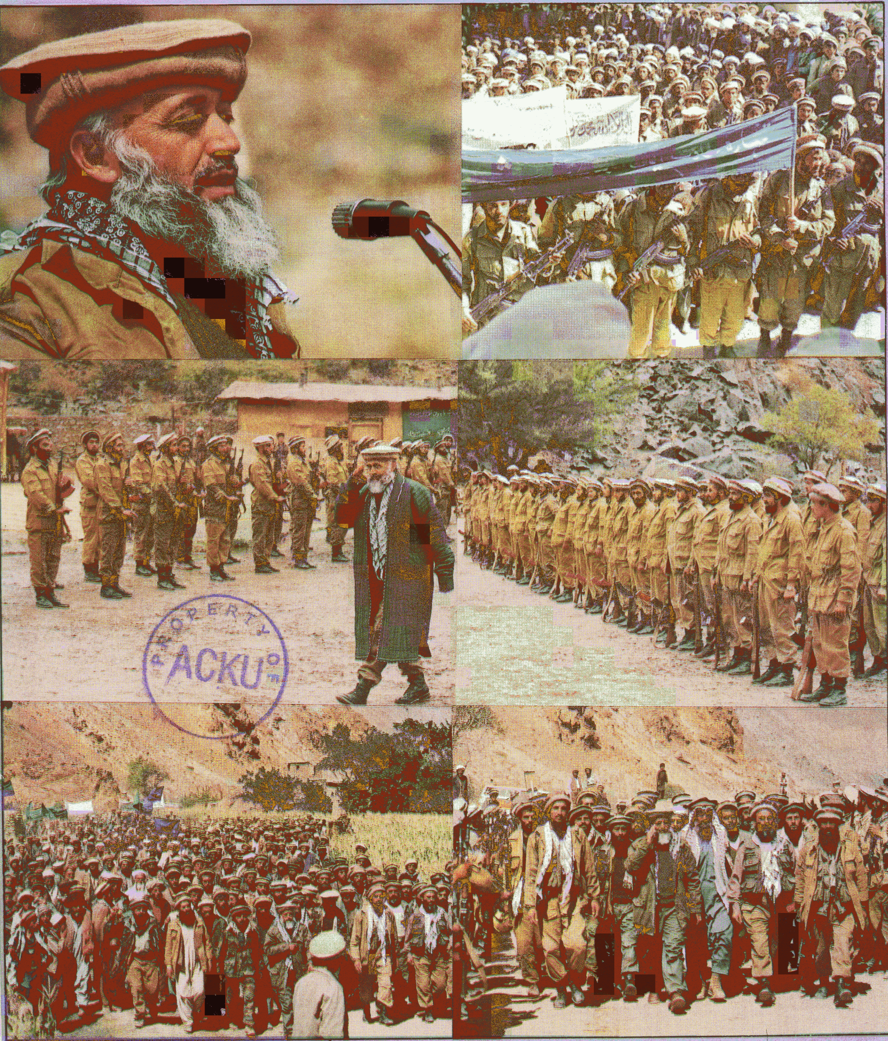

PROPERTY OF ACKU

افغانستان کے شمالی صوبوں میں قائد جمعیت اسلامی افغانستان کے حالیہ دورے کی جھلکیاں

کابل انتظامیہ کو جدید ترین اسلحہ فراہم کیا ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کے سیکرٹری خارجہ ہمایوں خان نے یہ درست کہا ہے۔ کہ جدید ترین ہتھیاروں کو لانے سے یقیناً کوئی مدد نہیں ملے گی حال ہی میں جنرل اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے افغانستان کے بارے میں جنیوا سمجھوتے پر صدق دل سے عمل کرنے اور وسیع بنیاد پر ایک حکومت قائم کرنے کی اپیل کی ہے۔ جنرل اسمبلی میں ایک سو اُنسٹھ ارکان پر مشتمل اسمبلی نے اس موضوع پر قرارداد بحث یا ووٹ کے بغیر منظور کرائی ہے۔ اس قرارداد کے دو اہم نکات یہ ہیں۔

اول، جنیوا مذاکرات پر صدق دل سے عمل کیا جائے اور روس پروگرام کے مطابق اپنی فوجیوں کو واپس بلالے

دوئم: افغانستان میں افغانوں کی مرضی کی حکومت قائم ہو۔

اس قرارداد کو جنرل اسمبلی کے صدر دارجن ٹائن کے دانت کیوتو نے پیش کیا تھا۔ جسے پاکستان اور روس کی باہمی مشاورت سے آخری شکل دی گئی۔

جہاں تک افغان مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد کا تعلق ہے اس کے چیئرمین برہان الدین ربانی نے کہا ہے کہ اس قرارداد میں بعض مثبت نکات ہیں۔ لیکن وہ کسی آئندہ افغان حکومت میں روس کی پٹھو حکومت کے سابق ارکان کی شمولیت کی اجازت نہیں دیں گے۔ اور یو این او کے سیکرٹری جنرل کوئیار نے کہا ہے کہ ان کے خصوصی نمائندے ڈیگو کارڈو ویز افغان لیڈروں کے درمیان مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک افغانستان میں مستقبل کی نمائندہ حکومت کے لئے کوئی فارمولا طے نہیں ہوتا۔ مجاہدین اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور اس وقت تک سینہ سپر رہیں گے۔ جب تک وہ اپنی منزل مقصود کو پا نہیں لیتے۔ کیونکہ انہوں نے جو بیش بہا قربانیاں دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ انہیں کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتے اس لئے اس وقت سفارتی یا سیاسی سطحوں پر جو مسئلہ سب سے اہم ہے وہ مستقبل کی حکومت کے بارے میں ہے اور روس یہ جانتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں بھی جنگ ہار چکا ہے اور افغانستان کے عوام میں آئندہ سیاسی عمل اور نظام حکومت میں کوئی ایسا فرد قبول نہیں کریں گے۔ جو اُن کی غلامی اور محکومی کی وجہ بنا اور یوں ان کا وطن عزیز آگ اور خون کے سنگم پر آن کھڑا ہوتا۔ مگر روس کا رویہ یہ ہے کہ وہ کابل میں اپنی پٹھو حکومت کی پشت پناہی سے باز نہیں آ رہا۔ اور یہ بات افغان عوام اور روس کے درمیان براہ راست محاذ آرائی کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک افغانستان میں روسی فوجیں موجود ہیں اس وقت تک وہاں امن وامان قائم ہونا اور مہاجرین کی آبرومندانہ اور فاتحانہ واپسی ناممکن ہے۔ روس کو اپنے انداز سیاست میں لچک پیدا کرنا ہوگی جس طرح اس نے اپنی فوجوں کے انخلاء کو تسلیم کیا ہے۔ اگر وہ افغانستان کے عوام کی مرضی و منشا سے وہاں پر حکومت بنانے میں مدد معاون ہو۔ تو یہ محاذ آرائی جلد ختم ہو سکتی ہے۔

در اصل روس کابل میں آئندہ حکومت کے بارے میں اپنی ضمانت یا مفادات کا تحفظ چاہتا ہے اور اسی لئے وہ وہاں سے فوجوں کی واپسی میں تعطل بھی پیدا کر چکا ہے۔ اور پاکستان پر دباؤ ڈال رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین افغانستان کی جنگ مزاحمت میں پاکستان نے شاندار کردار ادا کیا ہے اور ادا کر رہا ہے۔ اس ضمن میں پاکستان نے جو کچھ کیا ہے اور کر رہا ہے۔ پوری دنیا نے اس کو سراہا ہے۔ لیکن پاکستان نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ محض اسلامی جذبہ اخوت اور ایک برادر اسلامی ملک پر روسی یلغار کو روکنے کی پالیسی کے تحت کیا ہے۔ اور پاکستان نے ان سالوں میں جو نقصانات برداشت کئے ہیں وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہزاروں جانیں تلف ہو گئی ہیں اور افغان اور روسی طیاروں کی بمباری سے ہزاروں پاکستان کا نام لینے والے جام شہادت نوش فرما گئے ہیں۔ صوبہ سرحد اور

صوبہ بلوچستان کے عوام نے جس جذبۂ اخوت سے یہ سب کچھ برداشت کیا ہے وہ بھی ایک خوبصورت اور جرأت مندانہ مثال ہے۔ پھر اس عرصہ میں تخریب کاروں اور وطن دشمن عناصر نے پاکستانی معاشرہ کو منشیات اور ہیروئن ایسی بلاؤں کا شکار بنایا ہے کلاشنکوف کا استعمال، یہ سب وہ نقصانات ہیں جو ہم نے برداشت کئے۔ بلکہ معاشرہ میں تو "کلاشنکوف کلچر" ایک اصطلاح بن گیا ہے۔ یہ سب روسی دباؤ ہے۔ اس کے علاوہ اب روس نے پاکستانی سرحد پر میزائلوں سے حملے بھی شروع کر دیئے ہیں، حال ہی میں تورخم کے دائیں اور بائیں واقع دو چوکیاں شمان اور شمشاد جو اس وقت مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں اور یہاں مجاہدین کا ہیڈکوارٹر قائم ہے پر میزائل پھینکے گئے ہیں۔ یہ دو چوکیاں پاکستان کی سرحد پر واقع ہیں۔ یاد رہے کہ روس نے کابل انتظامیہ کو ایس ایس ون سکڈ میزائل فراہم کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ پاکستان کو اس رویہ سے سخت تشویش ہے۔ اور وہ روس کے اس عمل کو ایک جارحیت سے تعبیر کرنے میں حق بجانب ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کے وزیر خارجہ صاحبزادہ محمد یعقوب خان نے کہا ہے کہ افغانستان سے فوجوں کی واپسی معطل کرنے کے روسی فیصلے سے ہمیں سخت تشویش ہے اور جنیوا سمجھوتہ کی رُو سے روس پر یہ واضح پابندی عائد ہوتی ہے کہ وہ ۱۵ رفروری ۱۹۸۹ء تک افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اس نے روس سے تعاون کیا ہے جس کا ثبوت اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں متفقہ قرارداد کی منظوری ہے۔

اگر ہم روس کے انداز سیاست کا تجزیہ کریں۔ تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کے حالیہ اقدامات جنیوا سمجھوتہ سے مطابق نہیں رکھتے ایک طرف روس یہ کہتا ہے۔ کہ وہ جو جنگی کاروائیاں کر رہا ہے اس کا مقصد واپس آنے والی فوج کا دفاع کرنا ہے۔ اور دوسری جانب روس نے افغانستان میں مِگ ۲۷ اور ایس ایس یو ۲۴ طیارے پہنچائے ہیں۔ جبکہ پیشتر ازیں ایس ایس سکڈ میزائل نصب کئے جا چکے ہیں۔ چنانچہ پاکستان یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ روس کی جانب سے افغانستان کی انتظامیہ کو مسلسل فوجی امداد اور جنگی کاروائیاں طے شدہ سمجھوتہ کے منافی ہیں۔ اور ان کا مقصد پاکستان اور مجاہدین پر دباؤ ڈالنا ہے۔

اصل صورت حال یہ ہے۔ کہ روس افغانستان سے نکلنا نہیں چاہتا ہے اس کا ایک ثبوت یہ ہے۔ کہ افغانستان میں وسیع بنیادوں پر عبوری انتظامیہ قائم کرنے کے لئے پاکستان نے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ پھر ۲۱ اکتوبر کو افغان مجاہدین کی سات جماعتوں کے اتحاد نے بھی عبوری انتظامیہ کے طور پر ایک قومی نمائندہ اور خود مختار شوریٰ کے قیام کی تجویز پیش کی تھی۔ اس وقت یہ خیال تھا۔ کہ روس ایک غیر نمائندہ اور کٹھ پتلی کابل حکومت کی حمایت کی بجائے اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے افغانستان میں ایک نمائندہ حکومت بنانے میں معاونت کرے گا۔ لیکن روس نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے اس کے حسن عمل اور حسن نیت کا صاف پتہ چلتا ہے۔

ان حالات میں پاکستان کے عوام پر یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ ملک کے حالات پر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں اور سنجیدگی سے کام لیں اس وقت ملک میں جس قسم کی سیاست چل رہی ہے۔ اور نعرہ بازی ہو رہی ہے وہ صحت مند سیاست کی عکاسی نہیں کر رہی ہے۔ بلکہ ملک میں ہنگامہ پروری پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے مرکزی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسے عناصر پر کڑی نظریں رکھیں اور مسئلہ کو انتہائی سنجیدگی سے لیں۔ روس کا افغانستان سے فوجوں کو واپس نہ بلانے کا عارضی فیصلہ اور ملک میں منفی سیاست کا فروغ، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی سیاسی نظریات کی تبلیغ و ترویج، سرخ سویرا کی باتیں

سرخ انقلاب کی نوید یہ سب ایک سوچے سمجھے منصوبہ کا حصہ ہیں اور پاکستانی عوام بے خبر ہیں۔ ان کا لاشعوری طور پر کام کر رہے ہیں۔ بھارت کے حوصلے بلند ہیں۔ وہ علاقے کا "پولیس مین" بن چکا ہے اور اندرونِ بھارت مقبوضہ کشمیر، حیدرآباد دکن، جوناگڑھ مناودر، سکم، بھوٹان اور گوا اس کے نخچیر بن چکے ہیں۔ بیرونِ ملک مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) سری لنکا اور اب مالدیپ اس کے "دستِ شفقت" کا شکار ہیں۔

سوال صرف یہی ہے کہ کیا ہم پاکستانی اپنے ان "بھائیوں" کو پہچان نہیں سکتے جو "دستِ عدو" ہیں۔

مقامِ فکر یہ ہے کہ پاکستان میں روسی اور بھارتی" لابی کیوں کھل کر کھیل رہی ہے۔ یہ مسئلہ نہایت سنجیدہ ہے اور کوئی اس وقت میدانِ سیاست میں ایسا مردِ جری ہے۔ جو پاکستان کے تحفظ اور سلامتی کی بات کرے اور قوم کی راہنمائی کرے۔ یہ ایک نہایت سنجیدہ اور تشویشناک بات ہے۔ کیونکہ صاحبزادہ یعقوب خان نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس لئے اہلِ پاکستان ہوشیار باش۔

بقیہ: ہادی برحق

سے ساری جہتوں کو توڑ کر ہزاروں گھروں کو ویران کر کے سب کو زیر کر کے اپنی سرداری اور بادشاہی کا اعلان کر دیتا ہے اور ان تمام خونریزیوں کا مقصد یا تو بھی سرداری یا خاندانی برتری یا قومی عظمت ہوتی ہے۔ مگر اسلامی جنگ و جہاد اور اسلامی نظامِ سلطنت کی جدوجہد میں ان میں سے کوئی چیز بھی مطمع نظر نہ تھی۔ نہ رسولؐ کی شخصی سرداری نہ خاندانِ قریش کی نہ عربی سلطنت اور نہ دنیا کی مال و حرص و ہوس بلکہ اس کا ایک ہی مقصد تھا۔ صرف ایک شہنشاہ ارض و سما کی بادشاہی کا اعلان اور ایک فرمانِ الٰہی کے آگے سارے بندگانِ الٰہی کی سرافگندگی۔

اپنے پیغمبر اور ہادی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور نقشِ قدم پر چلنے اور آپؐ کے اس عظیم مشن کے مطابق کہ: خدا کی زمین پر خدا کا قانون نافذ ہو۔ حاکمیت اعلیٰ صرف اُسی کا ہو اور انسان، انسان کی غلامی سے آزاد ہو۔ اسی بنا پر افغانستان کے غیور، جیالے اور مومن قوم نے روسی خون خوار، غاصب اور متجاوز فوج کے خلاف بندوق اٹھا کر حق کا بول بالا کرنے اور اسلامی عقیدے کے تحفظ کے لئے اسلامی جذبے اور ایمان کی طاقت سے روس جیسی سپر طاقت اور طاغوتی سامراج سے برسرِ پیکار ہیں افغان مجاہد قوم ہوسِ ملک گیری کے لئے نہیں بلکہ اسلامی عقیدے کے مطابق ایک آزاد قوم اور اسلامی زندگی بسر کرنے کی خاطر گذشتہ دس سال سے اللہ، دین اور وطن کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ انہوں نے اس دوران اپنے اعلیٰ اور ارفع مقصد کے حصول کی خاطر ۵ لاکھ شہداء کے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ جان و مال کی پرواہ کئے بغیر وہ باطل قوتوں کے خلاف صف آراء ہو کر ساری دنیا میں اپنی غیرت، شجاعت اور ایمانداری کا لوہا منوالیا ہے۔ افغان مجاہد قوم نے یہ عزم کر رکھی ہے۔ کہ افغانستان میں ایک آزاد، خودمختار اور اسلامی نظامِ حکومت کے قیام تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ اور ہمارا پختہ یقین ہے کہ عنقریب انشاء اللہ ہم اپنے مقصد اور نصب العین کے حصول میں کامیاب و کامران ہو کر اپنے دین و وطن کے دشمنوں کو اپنی اسلامی سرزمین سے نکال دیں گے اور اس طرح دشمن کے ناپاک عزائم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیں گے۔

انشاء اللہ ہماری کامیابی کی منزل قریب سے قریب تر ہو گئی ہے اور ہم عنقریب افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے

افغانستان کی آئندہ اسلامی حکومت دنیا کے سبھی ملکوں کے ساتھ صلح، دوستی اور خوشگوار تعلقات برقرار رکھنا چاہے گی،

پروفیسر برہان الدین ربانی

روس مجاہدین کی فتح یابیوں سے بوکھلا کر الزام تراشیوں پر اُتر آیا

شاید دنیا میں روزانہ ایسا کوئی اخبار شائع نہ ہو۔ جس میں افغانستان میں آئے دن رونما ہونے والے واقعات کی تازہ ترین خبریں نہ چھپتی ہوں آج کی دنیا افغانستان کی موجودہ صورت حال سے بخوبی آگاہ ہو چکی ہے۔ اگر ماضی کی سیاسی تاریخ پر ذرا غور سے نظر دوڑائی جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ افغانستان آج جس خوفناک صورت حال سے گزر رہا ہے وہ زمانے کی سب سے بڑی سرخ سامراجی طاقت (روس) کی وحشت گری کا نتیجہ ہے جس نے کھلم کھلا بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی، حقوق ہمسائیگی اور مسلمہ اقدار کو نہایت بے دردی سے پامال کر کے ایک چھوٹے سے کمزور ہمسایہ ملک پر وحشیانہ تاخت و تاز کر کے اس پر اپنا قبضہ جمانے کی کوشش کی۔ مگر افغان جیالے مجاہدوں نے اپنے ماضی کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں روسی عریان جارحیت کا مقابلہ کیا اور حق و باطل کا یہ مقابلہ متواتر گیارہ سالوں سے جاری ہے۔

روس ہمارا ایک پڑوسی ملک ہے اس کا یہ حق نہیں کہ وہ ہمیں کمزور سمجھ کر ہمارے ملک کو بھی روسی ترکستان اسلامی ریاستوں کی طرح ہڑپ کر جائے۔ اگرچہ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جب برصغیر جنوبی ایشیا پر برطانوی سامراج نے اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی اور وہ اگلے مرحلے میں افغانستان کو بھی اپنے توسیع پسندانہ عزائم کا نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ تو روس نے عین اس وقت افغانستان کو ایک مستقل خود مختار، آزاد اور غیر جانبدار ملک رہنے کی ضمانت دی تھی۔ لیکن آج وہی ضامن موقع پا کر بد عہدی کا مرتکب ہوا اور بلا جواز افغانستان میں فوجی مداخلت کر کے افغانستان کو یکسر دو لخت کر دیا اگر ہمارے سرفروش افغان مجاہد عوام روسیوں کے اس سرخ سیلاب کے سامنے سد سکندری بن کر نہ کھڑے ہوتے تو روس سیلاب کی مانند شہروں اور دیہاتوں کو روندتے ہوئے پاکستان ایران اور پھر خلیج کا رخ اختیار کر لیتا مگر ہمارے سربکف افغان مجاہدوں نے ان کی ایک بھی چال کارگر ثابت نہ ہونے دی۔ ان کے لڑاکا جہازوں، دیو ہیکل، ٹینکوں اور زمین و آسمان سے برسائے گئے آتشین گولوں کا بھرپور مقابلہ کر کے دنیا بھر کے لئے سامان حیرت و رشک پیدا کر دیا ہے۔ دنیا مان چکی ہے کہ جس حالت میں اور جس انداز سے افغان مجاہدوں نے روسیوں اور ان کے حواریوں کا مقابلہ کیا اور مقابلہ کر رہے ہیں ان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ اپنے حقوق کے دفاع کے لئے صدیوں تک روسیوں کے مقابلے

ہیں لڑ بھی سکتے ہیں۔ گذشتہ گیارہ سالوں کے دوران افغان نہتے عوام نے اپنے احیأ حقوق کے لئے تقریباً ۱۶ لاکھ شہیدوں کا نذرانہ دیا، لاکھوں ہنستے بستے گھرانے ماتم کدوں میں بدل گئے حتیٰ بڑی بڑی ہستیاں بھی ہم سے جدا ہو گئیں۔ پچاس لاکھ سے زیادہ افغان عوام کو روسیوں اور ان کے ایجنٹوں کے ظلم و زیادتیوں کی بناء پر گھر بار چھوڑنا پڑا اور آج وہ پاکستان اور ایران اسلامی ملکوں میں کھلے آسمان تلے پھٹے پرانے خیموں تلے موسم سرما کی شدت اور گرما کی حدت کو نہایت کشادہ جبینوں اور خندہ پیشانی سے سہتے ہوئے ہر آنے والے مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔

ان وجوہ کی بناء پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہمارا یہ نعرہ ہرگز جھوٹا نہیں کہ ہم اپنی آخری گولی اور آخری رمق حیات تک دشمن کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کریں گے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قتل عام سے نسلیں منقطع نہیں ہوتیں۔ بلکہ انہیں پروان چڑھتا ہے اور زیادہ پھلتے پھولتی ہیں۔ غور کیجئے۔ آج ہماری تیسری نسل روسیوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ حق اور باطل کے معرکے میں باپ شہید ہوا تو بیٹے نے بندوق اُٹھائی۔ جب بیٹا بھی اسی راہِ حق میں کام آیا تو اس کے بیٹے نے اپنے محسنوں کی راہ اپنائی اور میدان جہاد میں کود پڑا۔ روسیوں نے ہمارے خلاف بہت کچھ ناانصافیاں کیں۔ کبھی ڈرایا دھمکایا۔ کبھی سبز باغ دکھائے اور کبھی سیم و زر کی جھنکار سے ہمیں مرغوب کرنا چاہا مگر ان کی ایک نہ چلی۔ ہماری تحریک روز بروز زور پکڑتی گئی اور آج کے دور میں ہماری تحریک آزادی فقید المثال ہے بقول شاعر۔

اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ لیکن جس رستے پر آج ہم گامزن ہیں وہ حق ہی کا راستہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہماری منزل مقصود قریب آ رہی ہے۔

روسیوں کی ننگی جارحیت کی بدولت ہمارے ملک کی ہزاروں مساجد اور شعائر اسلامی کی بے حرمتی۔ لاکھوں شہیدوں کا لہو۔ لاکھوں مظلوموں یتیموں اور بے سہارا بچوں اور بچیوں کی سسکیاں لاکھوں بیوہ ماؤں کی آہیں ہر باشعور انسان کے رونگٹے کھڑے کر دیتے ہیں حق اور باطل کے ہمارے لاکھوں کڑیل نوجوانوں نے اپنے بدن کے قیمتی اعضاً آزادی کی خاطر قربان کئے۔ ان کے چہروں پر ناامیدی اور یاس کی بجائے تابناک مستقبل درخشاں ہے انہوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے سپاہی کی مانند کفر کے سامنے ڈٹے کھڑے ہیں۔ اور افغانستان میں خلافت اسلامیہ کے قیام تک جنگ لڑنے کا حوصلہ اور ہمت رکھتے ہیں۔ جب اسلام دشمن قوتوں کو ہمارے عزم و حوصلوں کا علم ہوا تو دنیا کی دو بڑی طاقتوں نے اس خطے میں اپنے اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کے لئے افغان تنازعے کو حل کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر مگر ہماری مرضی کے خلاف مہم چلائی۔ یہ مہم چھ سال کا طویل عرصہ طے کرنے کے بعد آخر کار ایک ناقابل قبول معاہدہ جسے (جنیوا معاہدے) کا نام دیا جاتا ہے طے پایا۔ یہ معاہدہ ہماری امنگوں اور آرزوؤں کے سراسر خلاف تھا۔ ہم نے پہلے ہی مرحلے میں اسے ایک سازش قرار دے کر مسترد کر دیا اور دوٹوک الفاظ میں یہ اعلان کیا۔ کہ جب تک افغانستان میں ایک بھی کمیونسٹ باقی رہے گا۔ ہماری جنگ اس کے خلاف جاری رہے گی۔

روسیوں نے دنیا والوں کو یہ تاثر دلانے کے لئے کہ وہ معاہدے کا پابند ہے۔ افغانستان سے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں اپنی فوجیں نکالنا شروع کر دی اور منتظر تھے کہ افغان عوام بزعم خود جو جنگ سے تنگ آ چکے ہیں اسلحہ رکھ کر اپنے گھروں کو لوٹ

آ بیٹھیں گے۔ مگر اُن کا یہ خیال بھی غلط ثابت ہوا۔ اسلحہ رکھنے کی بجائے ہمارے جیالے مجاہدوں نے اپنی جہادی مشن کو مزید چار چاند لگا کر دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ افغان عوام باہمت، شجاع اور دلیر ہیں۔ آئے دن شاندار فتوحات ہمارے سر بکف مجاہدوں کے قدم چومتی گئی جوق در جوق کابل فوجی بھاری مقدار میں اسلحوں سمیت مجاہدین سے آملے اسی طرح کابل انتظامیہ اور ان کے آقاؤں پر عرصۂ حیات تنگ ہونے لگا تو روسیوں نے معاہدے کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے کابل انتظامیہ کو مزید جدید ہتھیار سے لیس کرنا شروع کر دیا اور افغان مہاجرین کے خلاف پاکستانی عوام کو اکسانے اور بھڑکانے کے لئے سینکڑوں بار فضائی اور زمینی حدود کی خلاف ورزی کر کے درجنوں بم اور گولے برسائے یہاں انہوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بارونق شہروں اور بازاروں میں دھماکے کرا دیئے جس کے نتیجے میں کئی ایک قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔ مگر ہمارے غیور انصار پاکستانی بھائیوں نے ہمت نہ ہاری اور نہایت عقلمندی کا مظاہرہ کیا اور آج تک ان کی ہمدردیاں جو ہماری کامیابی کا سبب ہے، ہمارے شامل حال ہیں۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے۔ روسیوں نے وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ پاکستان اور امریکہ پر جنیوا معاہدے کی خلاف ورزی کے بے جا الزام لگا کر اعلان کیا ہے کہ وہ روسیوں کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ جنیوا معاہدے کو مسترد کر دے۔ یہ الفاظ روسی صدر نے بھارت کے سرکاری دورے پر راجیو گاندھی کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران بتائی۔ روس نے آج پھر اپنی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو سہارا دینے کے لئے اونچی پرواز کرنے والے مگ ۲۷، لڑاکا جہاز، دور مار توپیں اور سکڈ میزائلوں کے انبار کابل میں لگانا شروع کر دیا۔ مجاہدین راہ حق کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے انہوں نے ذکر شدہ جدید اور مہلک ہتھیاروں سے کام لیتے ہوئے ہرات قندہار، ننگرہار وغیرہ بڑے بڑے صوبوں میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر گولے برسائے۔ اور جگہ جگہ بارودی سرنگیں بچھا دی۔

ان تمام کاروائیوں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ روس اصلاً افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانا نہیں چاہتا۔ وہ کسی نہ کسی بہانے کے آڑ میں اپنے فوجیوں کو دم لینے کا موقع فراہم کر رہا ہے، ذرا سوچئے کہ دنیا والے روسیوں کی کونسی بات پر یقین کرے۔ روس تو چاہتا تھا کہ وہ افغانستان پر اپنا قبضہ جما کر پاکستان میں داخل ہو اور پھر صوبہ بلوچستان کے راستہ گرم پانیوں پر قبضہ جمالے۔ مگر روس اپنے اس ناپاک اور ناممکن ارمانوں کو پورا نہ کر سکا بلکہ اسے اربوں روبل کا خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ لاکھوں جانوں کی قربانی بھی دینی پڑی۔ لیکن مقصود لاحاصل ثابت ہوا۔ ان کے زخم ہرے کے ہرے رہے اور یہ زخم صدیوں تک نہیں بھر جا سکیں گے۔

روسی صدر گورباچوف کا دورۂ بھارت پاکستان میں سیاسی تبدیلی رونما ہونے سے پہلے اُن کی دیرینہ مذموم پالیسیوں کی ایک کڑی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ پاکستان میں جو بھی سیاسی پارٹی ابھر کر برسراقتدار آئے گی وہ افغان مسئلے کو افغان عوام کی امنگوں کے مطابق حل کرنے کی بھرپور کوشش کرے گی۔ اور ہرگز ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائے گی۔ جس سے اسلام کو کوئی دھچکا لگے یا پھر اسلام کی راہ میں شہیدوں کے خون پر پانی پھیر دیا جائے۔

اب روس افغان مجاہدوں کے چیلنجوں سے بوکھلا کر امریکہ اور پاکستان پر بے بنیاد الزامات لگا کر افغان مسئلے کو انا کا مسئلہ بنانا چاہتا ہے

بقول شاعر ؎

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی صدا چلتی نہیں

افغانستان کی سیاست میں جرگوں کا کردار

ترجمہ: ڈاکٹر افتخار

تحریر: ڈاکٹر محمد ہاشم وہاج

آج کل افغانستان کے حوالے سے لویہ جرگہ کا تذکرہ بڑے زور شور سے سننے میں آرہا ہے، کچھ لوگ بڑی شدت سے اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں کہ لویہ جرگہ کا انعقاد افغانستان کے تمام مسائل کا حل ہے۔ خود اقوام متحدہ کے نمائندہ خصوصی برائے افغانستان مسٹر کارڈوویز کا یہ خیال ہے کہ لویہ جرگہ کے ذریعے افغانستان میں قومی حکومت کی تشکیل عمل میں لائی جائے اس طریقے سے تشکیل پانے والی حکومت مسٹر کارڈویز کے الفاظ کے مطابق "افغان روایات کے تحت قومی حکومت" ہوگی۔ اس مضمون میں ہم نے اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ کیا تاریخ افغانستان میں لویہ جرگہ کے ذریعے قومی حکومت کے قیام کی کوئی مثال موجود ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ مذکورہ طریقے سے حکومت کے قیام کو افغان روایات کا حصہ قرار دینا صحیح ہے یا غلط۔؟

لویہ جرگہ کے بارے میں تفصیل میں جانے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ افغانستان میں مختلف اقسام کے جرگے منعقد ہوتے رہے ہیں اور ان تمام جرگوں کا طریقۂ کار اور مقاصد پر ہم اس مضمون میں روشنی ڈالنا چاہتے ہیں؛

جرگہ پشتو زبان کا لفظ ہے۔ لغوی طور پر اس کا مطلب اجتماع ہوتا ہے اور اس اجتماع میں با اثر، متمول اور طاقتور لوگ شریک ہوتے ہیں، جرگہ میں عام طور پر خاندانی، مقامی اور قبائلی مسائل پر بحث کی جاتی ہے اور باہمی اتفاق سے ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے، قومی مسائل شاذ و نادر ہی جرگہ میں زیر بحث آتے ہیں۔ زیادہ تر جرگے دیہات میں منعقد ہوتے ہیں۔

جرگہ کے ممبران:

علاقے کے نمایاں، طاقتور اور متمول افراد" مثال کے طور پر خان، ملک اور بائی وغیرہ) جرگہ کے ممبران ہوتے ہیں کوئی بھی شخص جرگے کا سربراہ نہیں ہوتا جرگے کی ممبرشپ نہ تو مستقل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے انتخاب ہوتا ہے جرگے کا ممبر بننے کے لئے تعلیم یافتہ یا عالم دین ہونا بھی ضروری نہیں۔ البتہ خان اور ملک قسم کے لوگ اپنی مرضی سے کچھ مقامی علماء کو جرگے میں شامل کر سکتے ہیں۔ چونکہ خان، ملک اور اس قبیلے کے دوسرے افراد کے مابین رقابت و مسابقت کی جنگ چلتی رہتی ہے۔ اس لئے ایک علاقے میں بیک وقت دو یا تین جرگے بھی منعقد ہو جاتے ہیں

جرگے کی اقسام:

مسائل کی نوعیت اور علاقے کی شمولیت کے اعتبار سے جرگے کی مندرجہ ذیل اقسام ہوتی ہیں۔

(۱) خاندانی جرگہ (۲) علاقائی جرگہ
(۳) قبائلی جرگہ (۴) قومی جرگہ
(۵) د مشرانو جرگہ (۶) لویہ جرگہ

۱۔ خاندانی جرگہ:

اس جرگے کے ممبران خاندان کے بزرگ (باپ، دادا، چچا وغیرہ) ہوتے ہیں یہ عام سا جرگہ اکثر و بیشتر منعقد ہوتا رہتا ہے اور اس میں خاندانی مسائل مثلاً جائیداد و میراث کی تقسیم اور ازدواجی جھگڑے وغیرہ زیر بحث آتے ہیں۔ مگر کوئی بھی شخص جرگے کا فیصلہ لازمی طور پر قبول کرنے کے لئے پابند نہیں ہوتا یہ جرگہ دوسرے جرگوں سے

اس لحاظ سے مختلف ہوتا ہے کہ اس کے ممبران خاندان کے بزرگ ہوتے ہیں اور ان کا علاقے میں طاقتور، با اثر اور نمایاں حیثیت کا حامل ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

۲۔ علاقائی جرگہ :

اس جرگہ کے ممبران ایک محدود علاقے سے تعلق رکھتے ہیں علاقے میں پانی کی تقسیم و دیگر زرعی مسائل اور مختلف افراد کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کے لئے یہ جرگہ منعقد ہوتا ہے۔

۳۔ قبائلی جرگہ :

یہ جرگہ سب سے زیادہ مشہور و معروف اور با اثر جرگہ ہے کہ اس کے ممبران کے لئے لازمی ہے کہ وہ ایک ہی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں۔ قبیلے کے مختلف مسائل پر اس جرگے میں گفتگو کی جاتی ہے اور ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔

۴۔ قومی جرگہ :

یہ جرگہ زیادہ معروف نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس نام سے منعقد ہوتا ہے۔ دو یا دو سے زائد قبائل اپنے مسائل پر مشترکہ طور پر بات کرنے کے لئے بعض اوقات ایک جرگہ منعقد کر لیتے ہیں اور اسی رعایت سے ہم نے اسے قومی جرگے کا نام دیا ہے۔

اوپر بیان کردہ چاروں جرگے ہماری معلومات کے مطابق اپنی نوعیت کے اعتبار سے غیر سیاسی ہوتے ہیں اور ان کے انعقاد کا مقصد صرف مقامی مسائل کا حل تلاش کرنا ہوتا ہے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ حالیہ برسوں میں ان جرگوں نے اپنی مقبولیت کھو دی ہے کیونکہ جیسے جیسے تعلیم کی روشنی عام ہو رہی ہے، لوگ اس نتیجے پر پہنچتے جا رہے ہیں کہ یہ جرگے عوام کے مفاد کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کے استحصال کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اور ان جرگوں میں فیصلے عوام کی بجائے علاقے کے طاقتور اور با اثر لوگوں کی بہتری کے نقطۂ نظر سے کئے جاتے ہیں۔

۵۔ دَ مشرانو جرگہ :

مشر پشتو زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنیٰ بزرگ کے ہوتے ہیں "مشر" کی جمع کے طور پر لفظ "مشرانو" مستعمل ہے۔ مشرانو جرگے کو لغوی اعتبار سے بزرگوں کا جرگہ کہا جاسکتا ہے۔ دمشرانو جرگہ کی پہلی اصطلاح پہلی مرتبہ ظاہر شاہ نے ۱۹۵۷ء میں استعمال کی اور اس مقصد کے لئے افغانستان کے ہر صوبے سے جرگے کا ایک ایک ممبر نامزد کیا گیا لیکن ۱۹۶۴ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ جرگہ کے ممبران انتخاب کے ذریعے لینے چاہئیں۔ اس طرح ہر صوبے سے ایک ایک ممبر دمشرانو جرگہ کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ انتخابات بالکل نام نہاد تھے۔ کیونکہ صرف ظاہر شاہ کے مصاحبوں اور پرستاروں ہی کو دمشرانو جرگہ تک رسائی کا موقع دیا گیا "منتخب شدہ" ممبران کے علاوہ ظاہر شاہ نے مزید چھ افراد کو جرگے کے ممبر کے طور پر نامزد کیا اور انہیں دوسرے ممبران کے مساوی حقوق عطا کئے گئے۔

۶۔ لویہ جرگہ :

دمشرانو جرگہ کی طرح لویہ جرگہ کی اصطلاح بھی افغانستان میں ظاہر شاہ کے ذریعے ۱۹۵۷ء میں منظر عام پر آئی ظاہر شاہ نے محسوس کیا کہ افغانستان پر حکومت کرنے کے لئے دمشرانو جرگہ کے ساتھ ساتھ ایک اور جرگے کا وجود ضروری ہے۔ جو زیادہ بڑے پیمانے پر عمل میں آئے اور پورے افغانستان کی نمائندگی کرے۔ اس جرگے کو لویہ جرگہ کا نام دیا گیا۔ دمشرانو جرگہ کے برعکس ہر صوبے کی بجائے ہر ضلع سے ایک ایک ممبر نامزد کیا گیا۔ ۱۹۶۴ء میں پہلی مرتبہ لویہ جرگہ کے ممبران کے انتخابات منعقد کئے گئے۔

لویہ جرگہ اور دَ مشرانو جرگہ کے ممبران کے لئے مدتِ عمل پانچ سال دی گئی اور ۱۹۶۹ء میں دوبارہ انتخابات منعقد ہوئے۔ ۱۹۶۹ء کے انتخابات کے ذریعے بھی زیادہ تر شاہ کے منظور نظر افراد ہی جرگوں میں پہنچ پائے اور یہ انتخابات بھی حسب سابق غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے ظاہر شاہ نے لویہ جرگہ کو اپنا اقتدار مضبوط کرنے کے لئے پورے طور پر استعمال کیا۔ شاہ کی قصیدہ خوانی میں بات یہاں تک پہنچی کہ لویہ جرگہ نے فیصلہ دے دیا کہ شاہ ہر قسم کی جوابدہی سے مبرا ہے

اور اس کے کسی بھی اقدام کو عدالت یا کسی اور طریقے سے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ لویہ جرگہ نے یہ فیصلہ بھی دیا کہ افغانستان کی حکمرانی دبادشاہت صرف ظاہر شاہ کے خاندان کا حق ہے اور کوئی دوسرا شخص افغانستان کا حکمران نہیں بن سکتا۔ اس زمانے میں دو ممبران نے جرگے کی کارروائی کے دوران لینن پر درود سلام بھیجا۔ اس پر افغانستان کے علما اشتعال میں آگئے اور کابل کی مسجد پل خشتی (اس مسجد کو مجاہدین نے مسجد ضیاء الحق کا نام دے دیا ہے) میں صدائے احتجاج بلند کی۔ اس جرم میں ان علماً کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔

جب سردار داؤد بر سر اقتدار آئے تو انہوں نے ان دونوں جرگوں کو ختم کر دیا۔ مگر ایک ہی سال بعد یعنی ۱۹۷۴ء میں انہوں نے لویہ جرگہ کے قیام کا اعلان کیا اور خود ہی اس کے سارے ممبران نامزد کئے۔ افغانستان کے موجودہ حکمران نجیب نے بھی اپنے پیشروؤں کی روش پر قدم بڑھائے۔ انہوں نے ۱۹۸۷ء میں ایک نام نہاد لویہ جرگہ کا انعقاد کیا اور اس کے ذریعے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کی کوشش کی۔

اوپر کی تمام مثالوں سے واضح ہے۔ کہ افغانستان میں جب بھی لویہ جرگہ کا انعقاد عمل میں آیا ہے۔ تو ایسا پہلے سے موجود حکومت کی ایما پر ہوا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ لویہ جرگہ کے نتیجے میں کوئی حکومت تشکیل پائی ہو۔ جب ۱۹۵۷ء میں ظاہر شاہ نے پہلی مرتبہ لویہ جرگہ تشکیل دیا۔ تو اس جرگے کی ذمہ داری حکومت وقت کو مستحکم کرنا تھا نہ کہ کوئی نئی حکومت قائم کرنا ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۹ء میں انتخابات کے ذریعے تشکیل پانے والے لویہ جرگہ بھی حکومتِ شاہ کی عظمت کے گن گاتے رہے اور یہی "مقدس فریضہ" صدر داؤد اور ڈاکٹر نجیب کے لویہ جرگوں نے انجام دیا۔

اگر ہم افغانستان کے ماضی کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو دو بڑے جرگوں کی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں ۱۷۰۹ء میں قندہار کے شمال مشرق میں تیس میل کے فاصلے پر ما بجا کے مقام پر ایک جرگہ منعقد ہوا یہ جرگہ میرویس خان ہوتک کی ایما پر ہوا جس کا تعلق غلجئی قبیلے سے تھا۔ اس زمانے میں قندہار اور افغانستان کے کچھ دوسرے علاقے شاہ حسین صفوی کے زیر تسلط تھے۔ اور گرگین نامی ایک جابر شخص قندہار کا حاکم تھا۔ خفیہ طور پر ہونے والے اس جرگہ میں میرویس خان کو حاکم بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ گرگین کو قتل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا۔ افغانستان کے دوسرے علاقوں میں طوائف الملوکی زوروں پر تھی اور اس جرگے میں صرف غلجئی قبیلے کے اہم اور با اثر افراد نے شرکت کی۔ جن میں میرویس خان کے بھائی اور بھتیجے بھی شامل تھے۔ یہ کوئی لویہ جرگہ نہیں تھا اور خود قندہار کے عوام بھی اس کے انعقاد سے بے خبر تھے۔

اکتوبر ۱۷۴۷ء میں ابدالی اور غلجئی قبیلوں کا ایک اور جرگہ قندہار کے مقام پر ہوا نادر شاہ افشار کی وفات کے بعد یہ جرگہ احمد خان کی خواہش اور کوشش سے منعقد ہوا۔ اور اس نے بعد میں احمد شاہ کے نام سے حکومت کی اور احمد شاہ ابدالی نے فتوحات کر کے دہلی تک قبضہ کر لیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ مذکورہ جرگہ میں پوری افغان قوم شامل تھی۔

اب اگر مسٹر کارڈو دینر کے خیالات کا جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ انہیں افغانستان کی تاریخ سے زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ مسٹر کارڈو دینر لویہ جرگہ کے ذریعے حکومت کے قیام کو افغان روایات کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے۔ کہ افغان تاریخ میں آج تک کوئی حکومت لویہ جرگہ کے ذریعے قائم نہیں ہوئی۔ اب تک جتنے لویہ جرگے عمل میں

> افغانستان کے "فرخار" اور "ورسج" نامی علاقوں میں مجاہدین کی جدوجہد سے (۵۰۰۰) طالب علم زیر تعلیم ہیں جب کہ ظاہر شاہ کے چالیس سالہ دور حکومت میں (۵۰۰) طالب علم بھی تعلیم جیسی نعمت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے تھے۔
>
> اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے سربراہ
> برہان الدین "ربانی"

آئے ہیں وہ سب کے سب پہلے سے موجود حکومتوں کو مستحکم کرنے کی کوشش میں تھے اور انہی حکومتوں کی زیر سرپرستی ان جرگوں کی تشکیل دی گئی۔

اگر ہم کچھ دیر کے لئے یہ مان بھی لیں کہ یہ بڑے بڑے جرگے افغان روایات کا حصہ ہیں۔ تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ جس زمانے میں یہ جرگے منعقد ہوئے تھے اس وقت افغانستان پر بدترین آمریت، بادشاہت یا طوائف الملوکی مسلط تھی اور ایسے حالات میں جنم لینے والی منفی روایات کو کبھی قابل تقلید نہیں سمجھا جا سکتا۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ سیاسی شعور اور بیداری کا زمانہ ہے اور جیسے جیسے لوگوں میں تعلیم کا رجحان بڑھ رہا ہے ویسے ویسے انہیں اپنے حقوق سے بھی آگاہی حاصل ہو رہی ہے افغانستان کے عوام بھی سیاسی طور پر خاصے باشعور ہیں اور اپنے مستقبل کا فیصلہ خود ہی بہتر کر سکتے ہیں۔ یہ وہ وقت نہیں کہ کوئی خان، ملک یا دوسرا با اثر شخص ان کی نمائندگی کرے۔

افغانستان کے عوام کی نمائندگی کا حق اسی شخص کو ملنا چاہیئے جسے عوام پسند کرتے ہوں۔ اب دنیا بھر میں حکومتیں انتخابات کے ذریعے تشکیل پاتی ہیں اور اقوام متحدہ کا منشور ملک کے ہر باشندے کو اپنی مرضی کی حکومت کے لئے ووٹ دینے کا حق فراہم کرتا ہے۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ خود اقوام متحدہ کے نمائندے مسٹر کارڈو ویز اقوام متحدہ کے جمہوری اصولوں کی نفی کیوں کر رہے ہیں؟ وہ اپنی کوششیں افغانستان میں پرامن انتخابات کے انعقاد کے لئے صرف کیوں نہیں کرتے؟

مجاہدین کی نمائندہ تنظیم "اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان" کی بھی یہ رائے ہے۔ کہ ایک منتخب پارلیمنٹ ہی کو افغانستان کی حکومت بنانے کا حق ہے اب اگر کوئی شخص منتخب پارلیمنٹ

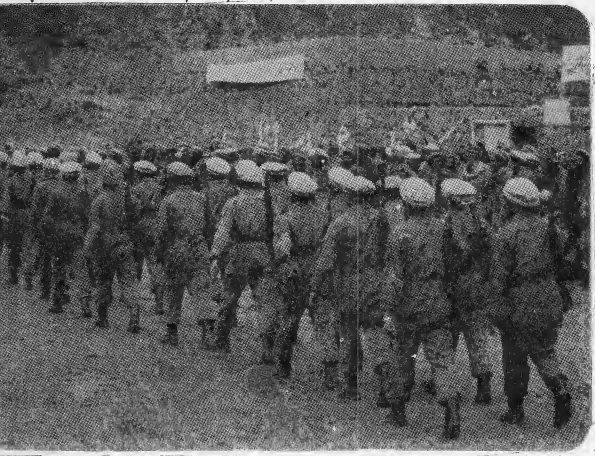

کو لویہ جرگہ کا نام دینا چاہیے تو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ مگر اصل شرط یہ ہے کہ جرگہ کے ممبران منتخب ہونے چاہئیں۔

مسٹر کارڈویز کی ذمہ داریاں افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ اب یہ افغان عوام کی ذمہ داری ہے کہ اپنے مستقبل اور سیاسی نظام کا فیصلہ کریں۔ اگر مسٹر کارڈویز کو افغانستان کے عوام کے مفاد سے واقعتاً بہت دلچسپی ہے تو انہیں چاہیئے کہ جمہوری طریقے اختیار کریں اور افغانستان میں حکومت کے قیام کے لئے لویہ جرگہ کی قسم کے نام نہاد روایتی طریقے استعمال کرنے سے گریز کریں مسٹر کارڈو ویز کو چاہیئے کہ وہ افغانستان میں عام انتخابات کے انعقاد کے لئے زیادہ سے زیادہ کوششیں کریں کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو افغانستان کے تمام عوام کے لئے قابل قبول ہے اور اسی راستے پر چلتے ہوئے افغان عوام کی نمائندہ حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ ایک غیر منتخب لویہ جرگہ کا انعقاد اور اس کے ذریعے حکومت کی تشکیل کو افغان عوام کے اوپر زبردستی حکومت مسلط کرنے کے علاوہ کچھ اور نہیں کہا جا سکتا اور اس قسم کی غیر جمہوری حکومت کبھی بھی افغان عوام کی حمایت حاصل نہیں کر سکتی۔

گل ہائے عقیدت

پاسبانِ وطن، شہیدِ حق جنرل محمد ضیاء الحق کی یاد میں

وہ عالمِ اسلام کا اک مردِ ذی وقار ہر لحظہ تھا باطل کے لئے موت کی للکار
وہ مردِ باکمال تھا اسلام کا شاہکار ہر دور میں باطل سے رہا برسرِ پیکار
وہ طارقؒ و قاسمؒ کی روایت کا علمدار اسلاف کا اک عکس تھا وہ مردِ کہسار
اُنہی کے دم قدم سے تھا اس ملک کا وقار اس بات کے مُقر ہیں زمانے کے تاجدار

اے اہلِ خرد کیا ہوا وہ میر مجاہد
شیدا ہیں جس کے نام پہ افغان مجاہد

وہ سیرت و کردار میں درویش صفت تھا وہ پیارے وطن کا بڑا بے باک سپہ تھا
ہر کارنامہ آپ کا اک نامدار تھا اپنے وطن کے واسطے روحِ بہار تھا
وہ اک ضیائے ملک بھی تھا جاں نثار تھا وہ پاک وطن کے لئے صد افتخار تھا
وہ کس قدر شُجاع تھا بے مثل فرد تھا "حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

ڈھونڈے سے ملے گا نہ کبھی ایسا مجاہد
عارفؔ مری اس بات پہ عالم بھی ہے شاہد

حافظ عبدالرحمٰن عارفؔ کلاچی
سرپرستِ اعلیٰ آزاد گروپ

تحریر: عبدالحبیب ہمدرد

انمٹ یادیں

اس کرۂ خاکی پر پائی جانے والی کل موجودات کو خالق حقیقی نے کسی خاص مقصد کے لئے تخلیق کیا ہے اور جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے ان موجودات کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے بھلا ہے کوئی جو اس حقیقت سے انکار کرے؟

مگر ایسے رشتے اور ناطے جو کسی غرض اور مفاد کے لئے قائم کئے جائیں تو وہ زیادہ مضبوط اور دیرپا ثابت نہیں ہو سکتے اور اُن سے امیدیں وابستہ کرنا بھی محض خام خیالی ہے۔ لیکن جو رشتے دل، ذہن اور خلوص نیت سے قائم ہوتے ہیں وہ دل کی گہرائیوں میں اُتر جاتے ہیں اور پھر اُن رشتوں کو توڑنا بسا اوقات محال کام ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہمارا بھی ایک رشتہ مجاہد عظیم شہید جہاد افغانستان جیسے مرد مومن مرد حق بھی کہا جاتا ہے محض اسلامی اخوت اور اسلامی اقدار کی روشنی سے منسلک ہے اور یہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ رشتہ ہمارے درمیان سدا قائم و دائم رہے گا

زمانے کا ایک انوکھا ڈھنگ اور دستور یہ ہے کہ وقت آنے پر بچھڑنے والے اپنوں سے بچھڑ جاتے ہیں اور پیچھے ایک ایسی خلاء چھوڑ جاتے ہیں جسے برسوں تک پُر نہیں کیا جا سکتا مگر ان کے شیدائی اور پرستار ان کے بے مثال کارناموں کے دیئے جلا کر اس کی تابناک روشنی میں اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

زندگی اور موت تو خالق کائنات کا ازلی اور ابدی سنت ہے۔ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ ہم سب نے ایک نہ ایک دن اسی کی طرف لوٹنا ہے اللہ پاک وہ بے نیاز ذات ہے جسے چاہے موت کی عزت سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہے ذلت کی پستیوں میں دھکیل دیتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے: ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج تم کل ہماری باری ہے

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کی سہ پہر کتنی بدنصیب سہ پہر تھی کہ جب پاک و شفاف فضاء میں غم و اندوہ کے گہرے بادل اُمنڈ آئے اور یکایک ایک ایسی بجلی کڑکی جس نے پورے پاکستان کو تو کیا ساری دنیا کو ہلا کر بے خود کر دیا۔ یہ وہ المناک واقعہ تھا جس میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا طیارہ ہوائی حادثے کا شکار ہوا اور اس حادثے میں ان کے درجنوں اعلیٰ رتبہ فوجی جرنیل بھی کام آئے۔ صدر ضیاء اپنے ہمرکاب ساتھیوں کے ساتھ بہاولپور سے اپنی فوجی مصروفیات نبھا کر اپنے گھر واپس لوٹ رہے تھے کہ یکایک بدنصیب طیارہ ہوائی حادثے کا شکار ہوا۔ جہاز فضاء میں کاغذ کے پرزوں کی طرح بکھر گیا۔ اور اسی طرح پاکستان کے گھر گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ اس اندوہناک خبر کو سن کر لوگوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔ لوگ حیران و پریشان ہو کر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ بے اختیار لوگوں کی آنکھوں میں آنسو اُمنڈ آئے۔ سڑکوں پہ ٹریفک جام ہو گئی۔ ہر سو خاموشی اور سناٹے نے اپنے سائے پھیلانا شروع کر دیئے۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ در و دیوار بھی اس ہولناک واقعے کی خبر پر ماتم کناں ہے لوگ ایک دوسرے کو تسلی دے کر ان کی ڈھارس باندھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بس یہی اللہ کو منظور تھا۔ شاید اس کی

رضا بھی تھی۔

اس دلخراش سانحے کی خبر نے مجھے بھی اچانک حواس باختہ کیا۔ دل میں ایک ٹیس اٹھی۔ اور دل گرفتگی کا ایک بوجھل احساس میرے سارے وجود پہ چھا گیا۔ اس ہولناک سانحے کی خبر پاکستانی عوام کے ساتھ ساتھ افغان مجاہدین اور مہاجرین کے لئے بھی غیرمعمولی اہمیت کی حامل تھی۔ شہید ضیاؔ اور ان کے ساتھیوں کو اس سانحے میں جو موت نصیب ہوتی ہے خود موت بھی اس پر ضرور رشک کرے گی۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ شہید کی موت اصل میں قوم کی حیات ہوتی ہے۔ جو قومیں شہیدوں کے نذرانے دیا کرتی ہیں وہ قومیں ہمیشہ دنیا میں زندہ رہتی ہیں اور یہ وہی موت ہے جو حیاتِ جاودانہ بن جاتی ہے۔

پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کے بارے میں شہید صدر جنرل محمد ضیاؔ الحق کے نیک خیالات، جذبات اور تصورات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے اپنے عہد آفرین دورِ حکومت میں اسلام کی سربلندی اور اس کے فروغ کے لئے جو بے لوث خدمات انجام دیئے ہیں وہ دنیا والوں کے سامنے اظہر من الشمس ہیں اور اسی بناء پر پاکستان کو دنیائے اسلام میں ایک ممتاز حیثیت نصیب ہوئی ہے۔ جس کے لئے شہید محمد ضیاء الحق کو اسلام کے سچے سپاہی نام دیا گیا ہے۔

شہید صدر کے درخشاں عہد حکومت کا عظیم ترین معرکہ مسئلہ افغانستان تھا۔ انہوں نے جس عزم، حوصلے، ہمت اور مجاہدانہ انداز میں روسیوں کے خلاف جو موقف اختیار کر رکھا تھا وہ اپنی نوعیت کا ایک بے مثال واقعہ ہے۔ یہ بات بھی دنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی کہ روس افغانستان پر اپنا پورا قبضہ جمانے اور وہاں سے پھر آس پاس کے پڑوسی ملکوں کو ہڑپ کرنے کے لئے افغانستان میں داخل ہوا تھا۔ مگر افغان جری مجاہدوں نے اس کا راستہ روک لیا۔ ان کے سامنے ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑے ہوگئے اور اس کا زور توڑا اور رُخ بدل ڈالا اگر روس اپنے اس ناپاک مقاصد میں کامیاب ہو جاتا تو پھر اس کی جارحیت کا دوسرا نشانہ پاکستان ہی تھا پاکستان اپنے جغرافیائی محل وقوع اور اپنی نظریاتی شناخت کے اعتبار سے روس کے دل میں ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا ہے۔

صدر شہید محمد ضیاء الحق نے طاغوتی طاقتوں کے سامنے ہمیشہ کلمۂ حق کہا اور کلمۂ حق کہنا ہر مومن مسلمان کی ایک اچھی عادت ہے۔ صدرِ موصوف نے اپنے ایمانی جذبے کے سہارے اپنی جرأت اور استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے بے بس اور بے سہارا افغان عوام کی بروقت امداد کی۔ ہماری جدوجہد آزادی کی حمایت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ صدر ضیاؔ نے عین اس وقت ہماری حمایت کا اعلان کیا۔ جب پاکستان یک و تنہا تھا۔ شہید صدر جنرل محمد ضیاؔ الحق نے اپنے عہد حکومت کے دوران ملک کے اندر اور باہر جہاں کہیں بھی وہ تشریف لے گئے دنیا کی موجودہ صورت حال اور خاص طور پر افغان تنازعے کے بارے میں اُلجھے ہوئے مسائل کو اسلام کی روشنی میں سلجھانے کی تلقین فرمائی وہ ہمیشہ اسلام کی سربلندی اور طاغوتی طاقتوں سے مظلوموں کی نجات۔ امت مسلمہ میں وحدت پیدا کرنے کے لئے کوشش فرماتے جہادِ افغانستان کے بارے میں باوجود اس کے کہ انہیں بارہا روسیوں کی جانب سے دھمکیاں دی گئیں۔ مگر وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ کبھی بھی کسی کی دھمکیوں سے مرعوب اور خوفزدہ نہ ہوئے اور آخری دم تک جہاد افغانستان کی کامیابی کے لئے اپنی ایمانی ذمہ داری نبھاتے رہے وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ افغان مسئلہ بیسویں صدی کا ایک خطرناک مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ صرف افغان عوام کے لئے ہی نہیں بلکہ امت مسلمہ کے لئے بھی موت اور زندگی کا ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے۔

ایران عراق جنگ گزشتہ آٹھ برسوں سے دو بہادر اور اسلامی ہمسایہ ملکوں میں جاری تھی اس کے خاتمے کے لئے

پاکستان اور ملت اسلامیہ کے بارے میں شہید جنرل محمد ضیاء الحق کے نیک خیالات، جذبات اور تصورات کسی سے پوشیدہ نہیں، انہوں نے اپنے عہد آفرین دور حکومت میں اسلام کی سربلندی اور اس کے فروغ کے لیے جو بے لوث خدمات انجام دی ہیں وہ دنیا والوں کے سامنے اظہر من الشمس ہیں۔ انہوں نے جس عزم، حوصلے، ہمت اور مجاہدانہ انداز میں روسیوں کے خلاف جو موقف اختیار کر رکھا تھا۔ وہ اپنی نوعیت کا ایک بے مثال واقعہ ہے۔

انہوں نے ایک بھرپور اور موثر کردار ادا کیا۔ ادھر بھارت کی جانب پاکستان میں جارحانہ اور عیارانہ سازشوں کی مہم زور پکڑتی گئی۔ دن بدن سنگین واقعات جنم لیتے گئے مگر ان تمام نامساعد حالات اور ہنگامہ خیز طوفان کا انہوں نے اپنی فطرتی سیاست، دانش، علمی بصیرت اور اعلیٰ فوجی تربیت و صلاحیت کے ذریعے نہایت صبر و تحمل سے ان آزمائشوں کا مقابلہ کر کے اپنی غیر معمولی فہم و فراست اور سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا انہوں نے نفاذ شریعت اور جہاد افغانستان کی حمایت کے ساتھ ساتھ اپنے عوام کو سستا انصاف فراہم کرنے کے لئے بھی بے پناہ خدمات انجام دیئے اور پاکستان کو دنیائے اسلام اور عالمی برادری میں ایک منفرد مقام دلایا یہاں میں ان کے چند ایک کارناموں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱. ہر سال سیرۃ النبیؐ کانفرنس کا اہتمام۔
۲. سیرۃ طیبہ پر لکھی جانے والی کتابوں پر قومی اور بین الاقوامی سطح پر نقد انعامات کا اجراء۔
۳. نظام زکوٰۃ و عشر۔
۴. بلاسود بینکاری۔
۵. معذوروں کی دیکھ بھال کے لئے مناسب انتظامات کا اجراء۔
۶. نفاذ شریعت کا آغاز
۷. ملک کی یتیم اور نادار بہنوں کے لئے جہیز فنڈ کا قیام وغیرہ وغیرہ۔

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ وہ اسلامی اتحاد کے حامی تھے۔ وہ جہاں بھی جاتے اسلام کی سربلندی اور جہاد افغانستان کا نام ان کا ورد زبان ہوتا اور وہاں وہ ایک انمٹ داستان چھوڑ جاتے۔ ان کی انمٹ یادوں کے گہرے نقوش لوگوں کے دلوں میں جگہ لے لیتے۔ ہم بھلا پاکستان کے مومن مسلمان اور دلیر بھائیوں اور خاص طور پر جناب صدر شہید جنرل محمد ضیاء الحق کے اُن احسانات کو کیسے بھلا سکتے جو انہوں نے افغانستان میں روسیوں کی ننگی جارحیت کے باعث افغان عوام کے ساتھ کئے ہیں ہمارے انصار بھائیوں نے جس اسلام دوستی کا ثبوت دیا وہ جناب شہید ضیاء الحق کی افغان پالیسی کا ایک شاندار کارنامہ تھا۔ شرافت اخلاص دیانت، صداقت، احساس ذمہ داری اور عجز و انکساری جیسے انسانی جوہر ان کی رگ رگ میں سموئے ہوئے تھے انہی انسانی جوہر نے ان کی شخصیت کو مزید ہردل عزیز بنا رکھا تھا۔ وہ اکثر محفلوں میں کہا کرتے تھے کہ آج کے دور کی سامراجی طاقتیں افغان نہتے مگر جری اور جیالے مجاہدوں کے جذبۂ جہاد سے بوکھلا گئی ہیں۔ وہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو ہر محاذ پر کچلنے کے لئے نئے نئے منصوبے بنا رہے ہیں۔ مگر ان کے منصوبے سیاسی اور جنگی محاذوں پر ناکام رہے۔ چنانچہ ان کے عہد حکومت کے سبھی کارنامے غیر معمولی اور ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے اقوام متحدہ

کی جنرل اسمبلی، غیر جانبدار تحریکوں اسلامی کانفرنس اور رابطہ عالم اسلامی جیسی اہم کانفرنسوں میں شرکت کی اور اپنی مدبرانہ سیاسی بصیرت اور غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کر کے عالمی برادری سے داد تحسین حاصل کی اور ایک باوقار مدبر اور سیاستدان بن کر اُبھرے اور اپنی سیاسی بصیرت کا لوہا منوا لیا۔

ایک دفعہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے انہیں عالم اسلام کا نمائندہ بن کر خطاب کرنے کا موقعہ ملا۔ جب وہ سٹیج پر تشریف لے گئے تو انہوں نے تقریر کرنے سے پہلے یہ شرط عائد کر دی کہ پہلے باقاعدہ طور پر کلام اللہ مجید کی تلاوت کی جائے مگر جنرل اسمبلی کے صدر نے کہا کہ یہ فرمائش ممکن نہیں اگر پوپ بھی یہاں بائبل پڑھنا چاہے تو انہیں بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مگر صدر ضیاء شہید اپنی بات پر اڑے رہے آخر اپنی بات منوا ہی لی۔ جناب شاکر قاسمی کی آواز میں روح پرور تلاوت سے اسمبلی ہال گونج اٹھا۔ یہ بھی ان کے عہد حکومت کا ایک زرین کارنامہ تصور کیا جاتا ہے۔

آج شہید صدر محمد ضیاء الحق جنہیں مرد مومن مرد حق کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے یہ لقب اور یہ افتخار انہیں پاکستان کے ایک سو ملین مسلمانوں، افغان مجاہدوں اور مہاجروں نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اُن کے لئے مشخص کیا ہے۔ یہ کوئی زینتی یا تعارفی جملہ نہیں۔ اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ یہ ایک الہام اور القاء تھا جو مسلمانوں کے دلوں میں اُتر گیا تھا

صدر ضیاء صرف پاکستانی عوام کے قائد ہی نہیں تھے بلکہ وہ تو پوری اسلامی دنیا کے روح رواں تھے۔ ان کا ذاتی کردار بے داغ تھا دین اسلام سے گہرا لگاؤ، سادہ زندگی بسر کرنا اور غرباء اور معذوروں سے ہمدردی کرنا ان کی فطرتی عادت تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی اور صلاحیتوں کا بڑا حصہ دین اسلام کے فروغ کے لئے صرف کیا۔ انہوں نے کبھی کسی سے ناانصافی نہیں کی اور نہ ہی ناانصافی قبول کی حق پرست تھے اور آخری دم تک حق کا ساتھ دیا۔

شہید صدر وہ خوش نصیب انسان تھے جو قمری سال کے پہلے مہینے یعنی محرم الحرام میں پیدا ہوئے اور ۶۴ سال کی عمر گزارنے کے بعد اسی بابرکت مہینے میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اسلامی کلینڈر میں اس مہینے کو دوسرے مہینوں کی بہ نسبت بڑی قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے نے بہتر اہل بیت سمیت حصول رضائے الٰہی کے لئے اسلام کی سربلندی اور بقائے دین الٰہی کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ دیا اور ایسی جاودانہ قربانی دی جس کی یاد تا قیامت باقی رہے گی۔ امام عالی مقام نے بے مثال قربانی دے کر اسلام کو زندہ رکھا اور یہ ثابت کر دکھایا کہ خدا کے پیارے بندے ہر آزمائش میں اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹانے کے لئے تیار ہیں۔ ان کا سب کچھ رضائے الٰہی کے لئے وقف ہیں۔

شہید ضیاء نے اپنی ایک تقریر کے دوران خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے میرے اللہ مجھے اس فرض منصبی سے باعزت طریقے سے سبکدوش ہونے کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ وہ عسکری وردی پہنے اپنے فرض منصبی کو بہ وجہ احسن انجام دیا اور آخری دم تک وہ وردی نہیں اتاری جو انہوں نے اپنے مقدس فرض کو نبھانے کے لئے پہنی تھی اور ایک جانکاہ حادثے میں شہید ہو کر اپنے شیدائیوں سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے اور ماہِ محرم میں سفر آخرت اختیار کرنا اللہ کی رحمتوں پر یقین قائم کرنا ہے خداوند تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ زندگی کی یہ آخری منزل سب کے لئے ہے، موت بھی اتنی ہی برحق ہے جتنی زندگی۔ لہٰذا اس کو بسر و چشم قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ میرا یقین ہے کہ ایک انسان جو اپنی زندگی کا

(باقی صفحہ ۴۴ پر)

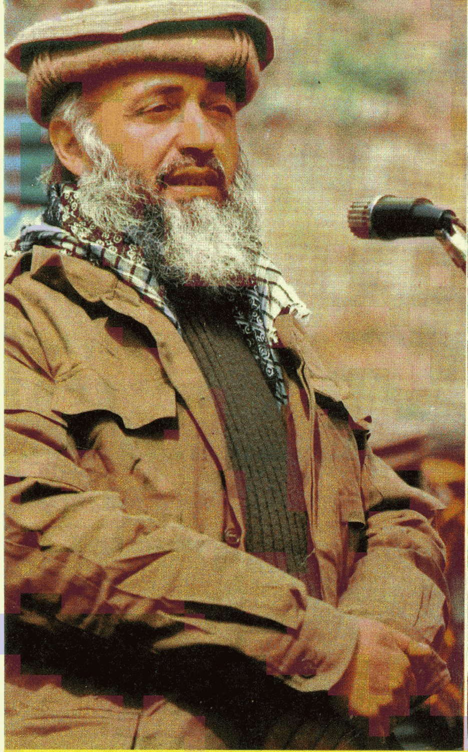

جمعیت اسلامی افغانستان کے عالیمقام رہبر

پروفیسر برہان الدین ربانی کی پریس کانفرنس

قارئین کرام کو معلوم ہوگا، کہ جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام رہبر اور اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے موجودہ صدر پروفیسر برہان الدین "ربانی" نے ۸ر ستمبر ۱۹۸۸ء سے افغانستان کے شمالی صوبوں کے پانچ ہفتوں کا تفصیلی دورہ کیا۔ سفر کے دوران انہوں نے صوبوں کے جیالے مجاہد کمانڈروں، راہ حق کے مجاہدوں اور وہاں مقیم افغان بھائیوں سے تفصیلی ملاقات کی۔ ان کے مسائل سنے اور موقع پر ہدایات جاری کئے۔ اپنے سفر سے واپسی پر ۱۷ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے سفر کی مفصل روداد پیش کی جس کا اردو ترجمہ قارئین کرام کی پیش خدمت ہے۔

حاضرین کرام! اس سے پہلے کہ میں اپنے سفر کی روداد سناؤں ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے اُن بے مثال اور ناقابل فراموش کارناموں کو خراج تحسین پیش کر کے مرحوم کا شکریہ ادا کروں جو انہوں نے اپنے عہد حکومت میں افغان عوام اور افغان مجاہدین کے لئے انجام دیئے ہیں اور ساتھ ہی پاکستان کے دلیر مومن، مسلمان عوام کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی ہمدردیاں اور حمایت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہی۔

۸ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو میرے سفر کا آغاز ہوا۔ سفر پانچ ہفتے جاری رہا اس سفر کے دوران میں نے اپنے ہمرکاب مجاہد بھائیوں کے ساتھ افغانستان کے شمالی صوبوں، بدخشاں، تخار، کاپیسا اور پروان کا تفصیلی دورہ کیا حتیٰ کابل سے ۶۰ر کلومیٹر دور واقع شمالی علاقوں کا بھی دورہ کرنے کا موقع ملا۔ متذکرہ علاقوں میں موجود جیالے کمانڈر صاحبان جناب انجنیئر احمد شاہ مسعود، مجاہد کمانڈر (ارین پور) مجاہد کمانڈر عبدالحی "جستجو" مجاہد کمانڈر قاری رحمت اللہ، مجاہد کمانڈر محمد عارف، مجاہد کمانڈر سید نجم الدین، مجاہد کمانڈر سید احمد "ردتین" اور مولوی شاہ محمد جو صوبہ تخار کی آزادی کے بعد وہاں کے گورنر مقرر ہوئے ہیں سے ملاقات ہوئی اور صوبہ کابل کے شمالی زون کے مجاہد کمانڈر صوفی محمد رسول اور ذکر شدہ علاقوں کے ہزاروں سربکف جیالے مجاہدوں سے بھی تفصیلی ملاقات کا موقع ملا۔

اس نازک اور حساس موقع پر میرے سفر پر نکلنے کا مقصد یہ تھا کہ میں علاقے کے اعلیٰ کمانڈر صاحبان اور آگ اور خون کے گرم مورچوں میں ڈٹے ہوئے راہ حق کے جیالے مجاہدوں سے ملاقات کروں ان کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ان سے صلاح

مشورہ کروں اور انہیں افغان مسئلے کے آخری حالات اور واقعات سے آگاہ کروں تاکہ وہ مسئلہ سے آگاہ ہو کر دشمن کی سازشوں سے نپٹنے کے لئے چوکس اور آمادہ رہیں میرے سفر کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ اُن علاقوں کا جائزہ لیا جائے جو روسیوں کی عریانی جارحیت کا نشانہ بن کر کھنڈرات میں بدل گئے ہیں. اُن افغان بھائیوں سے ملاقات کرنا تھا. جو روسیوں کی وحشیانہ بمباری اور جبر و تشدد کے مقابلے میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے

چاہیئے تاکہ بے گناہ شہریوں کو کوئی جانی اور مالی نقصان نہ پہنچ سکے شہری اور سکونتی آبادی پر حملہ کرنے سے قطعاً گریز کیا جائے. میں یہاں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کل کابل شہر پر جو راکٹ برسائے جا رہے ہیں وہ مجاہدین کی طرف سے نہیں بلکہ مجاہدین کو بدنام کرنے کی غرض سے خود دشمن اور دشمن کے مزدور کابل پر راکٹوں سے حملے کر رہے ہیں. مجاہدین کے حملے صرف دشمن کے فوجی ٹھکانوں تک منحصر

ہر علاقے کی آزادی کے بعد وہاں کے مقیم مجاہد اس علاقے کی تعمیر نو کے سلسلے میں پوری پوری صلاحیت رکھتے ہوں. یہ بڑا خوشی کا مقام ہے اور باوجود اس کے کہ آزاد شدہ علاقوں میں مجاہدین کی تعداد کم ہے مگر پھر بھی علاقے میں بہت سے فلاحی کاموں پر تیزی سے کام جاری ہے. سڑکوں، ہسپتالوں اور اور سکولوں پر خصوصی توجہ سے کام ہو رہا ہے. نوجوان نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کی بھرپور کوشش بھی جاری

آجکل روسی فوجی افسر اور روسی عساکر "خلقیوں" اور "پرچمیوں" کو فی کس پانچ ہزار سے بارہ ہزار افغانیوں کے حساب سے یعنی پانچ خلقیوں اور پرچمیوں کی قیمت ایک گدھے کی قیمت کے برابر ہے جو افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں فروخت کیا جاتا ہے۔ (استاد برہان الدین ربانی)

اپنے جسم کے قیمتی اعضاء سے معذور ہو چکے ہیں اور آج بھی اپنے تباہ شدہ گھروں کی دیوار کے سائے میں پناہ لئے بیٹھے ہیں. ہر صوبے کے ہر علاقے میں ملاقات کے دوران اہم فیصلے کئے گئے اور مجاہد کمانڈروں اور سرفروش راہ حق کے مجاہدوں کو ضروری ہدایات دی گئیں اس ضمن میں مجاہدین کی توجہ خاص طور پر اس امر کی طرف مبذول کرائی گئی کہ جب کبھی وہ کسی بڑے شہر کو دشمن کی جنگل سے آزاد کرانا چاہیں تو ان کا نشانہ شہری سکونتی علاقوں کی بجائے دشمن کی فوجی چھاؤنیاں اور ان کے اہم ٹھکانوں کی طرف ہونا ہیں.

ملاقات کے دوران علاقے کے اعلیٰ کمانڈروں کی توجہ اس امر کی طرف ملتفت کرائی گئی کہ وہ اپنے اپنے آزاد کرائے گئے علاقوں میں دوسری اسلامی تنظیموں کے مجاہد بھائیوں کے ساتھ احسن سلوک کریں. ان کی طرف اخوت اور وحدت کا ہاتھ بڑھائیں جس سے جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں وحدت و یکجہتی کی فضا قائم ہو.

ملاقات کے وقت باصلاحیت کمانڈروں کو خاص ہدایت دی گئی کہ وہ افغانستان کی از سر نو تعمیر کے لئے تیار رہیں ایسا ماحول اور صورت حال پیدا کی جائے کہ

ہے. آج تک آزاد کرائے گئے علاقوں میں بے شمار سکول اور دینی مدارس کھولے جا چکے ہیں. صرف "فرخار" اور "درہیم" نامی شہروں میں ابھی (۵۰۰۰) طالب علم زیر تعلیم ہیں. جب کہ ظاہر شاہ کے چالیس سالہ دور حکومت میں (۵۰۰) طالب علم بھی تعلیم جیسی نعمت سے فیض یاب نہیں ہو سکے تھے.

جمعیت اسلامی افغانستان کی شوریٰ نظار کمیٹی افغانستان کے اندر اپنے جہادی کاموں کے ساتھ ساتھ افغانستان کی تعمیر نو کے سلسلے میں بے شمار عام المنفعت کاموں کے منصوبوں پر کام کر رہی ہے. میں نے اپنے سفر سے واپسی

پر اقوام متحدہ کی مبصر ٹیم سے ایک مختصر ملاقات کی اور ایک خط مجاہد بھائی احمد شاہ مسعود کے نام لکھ بھیجا ہے امید ہے کہ اقوام متحدہ نے افغان مسئلے کے بارے میں جو منصوبہ وضع کر رکھا ہے وہ کافی حد تک ہماری مشکلات کے حل کے لئے کار آمد اور مفید ثابت ہوگا۔

اُن افغان بھائیوں کے بارے میں جو کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی سیاسی چالوں کے پھندے میں پھنس کر فریب کھا چکے ہیں۔ ان کے متعلق کمانڈروں کو ہدایت دی گئی کہ بعد میں جو لوگ مجاہدوں کی صفوں میں شامل ہونا چاہیں گے انہیں عام معافی ہوگی۔ کیونکہ مجاہدین نے اسلحہ صرف اپنے دشمنوں کو ملک سے باہر نکالنے کے لئے اٹھایا ہے نہ کہ اپنے ہموطن بھائیوں کے خلاف۔ لہٰذا جو کوئی بھی اپنے گذشتہ اعمال اور کردار سے بہ صدق دل توبہ تائب ہو جائے اور مجاہد سے آ ملے ان کے لئے بھی عام معافی ہوگی۔ امید کی جاتی ہے کہ اس عام معافی کے اعلان کی روشنی میں فریب خوردہ افراد مجاہدین سے آملیں گے۔ جہاں تک میں نے اپنے سفر کے دوران مشاہدہ کیا ہے، فوجی لحاظ سے کابل انتظامیہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ حکومت دن بہ دن کمزور سے کمزور ہوتی جا رہی ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کہ میں نے خود کابل سے ساٹھ کلومیٹر فاصلے پر واقع ہونے والے علاقوں کا تفصیلی معائنہ کیا۔ لیکن کابل انتظامیہ میرے اس سفر کے دوران ہمارے مقابلے میں کچھ نہ کر سکی سوا اس کے کہ چند جہازوں نے بلند پرواز کرتے ہوئے اِدھر اُدھر چند ایک بم برسائے ہمارے نڈر اور سرفروش مجاہدوں نے ڈٹ کر پوزیشن اختیار کر رکھی ہے۔ اور ان کے حوصلے نہایت بلند ہیں، دشمن دفاعی پوزیشن میں ہے۔ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ جنون کا شکار ہے۔ اور نہایت خوفزدہ اور پریشان ہو چکی ہے، اس ضمن میں ایک بار ضرور یہ کہوں گا۔ شاید خندہ آور ہو۔ آج کل روسی فوجی افسر اور روسی عساکر خلقیوں اور پرچمیوں کو فی کس پانچ ہزار سے بارہ ہزار افغانیوں کے حساب سے یعنی پانچ خلقیوں اور پرچمیوں کی قیمت اس ایک گدھے کی قیمت کے برابر ہے جو افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں فروخت کیا جاتا ہے البتہ ایک بات جو کافی پریشان کن ہے وہ یہ ہے کہ افغانستان کے اکثر علاقوں میں خاص طور پر صوبہ بدخشان میں غذائی مواد کی قلت ہے۔ لوگ تقریباً قحط کے شکار ہو چکے ہیں۔ یہاں کے مجاہدوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو علاقے ان کے کنٹرول میں ہیں وہاں افیون (پوست) کی کاشت فوری طور پر بند کر دی جائے اور اس کی جگہ گندم بوئی جائے۔ ظاہر شاہ کے عہد حکومت سے لے کر آزادی تک یہاں (پوست) باقاعدہ کاشت کی جاتی تھی۔

اب میں آپ کی توجہ ایک دوسرے مسئلے کی طرف یعنی افغانستان میں قائم ہونے والی مجاہدین کی حکومت کے بارے میں مبذول کرانا چاہتا ہوں کبھی کبھار ایسی افواہیں سننے میں آ رہی ہیں کہ افغانستان سے روسی فوجیوں کے انخلاء کے بعد مجاہدین میں خونریز جنگ چھڑ جائے گی۔ ذرا غور کیجئے کہ

> فوجی لحاظ سے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے، حکومت دن بدن کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے خود کابل سے ساٹھ کلومیٹر فاصلے پر واقع ہونے والے علاقوں کا تفصیلی معائنہ کیا لیکن کابل انتظامیہ میرے اس سفر کے دوران ہمارے مقابلے میں کچھ نہ کر سکی سوا اس کے کہ چند جہازوں نے بلند پرواز کرتے ہوئے اِدھر اُدھر چند بم برسائے۔
>
> اتحاد اسلامی افغانستان کے صدر استاد برہان الدین "ربانی"

آج جب کہ افغانستان کے ۸۰ سے زیادہ شہروں کو دشمن کے قبضے سے آزاد کئے جا چکے ہیں اور وہاں مجاہدوں کا مکمل کنٹرول ہے۔ کیا آج تک وہاں کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ رونما ہو چکا ہے؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ آزاد کئے گئے شہر اور دیہات پر جمعیت اسلامی افغانستان کی کڑی نظر ہے۔ وہاں نظم و ضبط اور امن و امان بحال ہے، منظم اور باقاعدہ انتظام ہونے کے باعث وہاں سبھی امور معمول کے مطابق جاری ہیں۔ شاید ایسے نظام کی مثال گذشتہ ادوار میں آپ کو نہ ملے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ان علاقوں کا دورہ کیا۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے جنگ کے دوران ہمارے مجاہدوں نے اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ لڑی ہے ویسا ہی وہ روسی فوجیوں کے اخراج کے بعد صلح کی حالت میں امن و امان بحال کرتے ہوئے اپنے ملک کو صحیح معنوں میں ادارہ کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

افغانستان سے روسی فوجیوں کے انخلاء کے بعد وہاں مستقل، غیر جانبدار اور ایک اسلامی حکومت قائم ہوگی اور کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ افغانستان میں اپنے فوجی اڈے قائم کرے یا افغانستان کو اپنی سیاست کا اکھاڑہ بنائے۔ افغانستان کی آئندہ اسلامی حکومت دنیا کے سبھی ملکوں کے ساتھ صلح، دوستی اور خوشگوار تعلقات برقرار رکھنا چاہے گی۔

افغانستان کی از سرِ نو تعمیر کے لئے جو ملک کو ہمارے ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی ہم اپنے ہمسایہ ملکوں اور دنیا کے سبھی ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حتیٰ روسیوں کے ساتھ بھی جنہوں نے ہمارے ملک میں فوجی مداخلت کی ہے اور ہندوستان کے ساتھ بھی جس نے ہماری جدوجہد آزادی کے دوران اپنی منفی سیاست سے کام لیتے ہوئے ہمارے خلاف مہم چلائی۔ اس کے باوجود بھی ہم ان کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اگر روس ہمارے داخلی امور میں مداخلت نہ کرے اور بھارت مثبت رویہ اختیار کرے تو اچھے تعلقات برقرار ہو سکتے ہیں۔

ہم سب کو معلوم ہے کہ روس افغانستان میں فوجی مداخلت کر کے دنیا کی تاریخی جنایت کا مرتکب بن چکا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اب روسیوں کو یہ علم ہو چکا ہوگا کہ وہ اپنے ٹینکوں کے ذریعے ایک آزاد ملک کی رعایا کے ارادوں کو نہیں بدل سکتا۔ ان پر کوئی جبری نظام قائم نہیں کیا جا سکتا۔ روسیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مٹھی بھر زر خرید غلاموں کی مزید حمایت سے دست بردار ہو جائے اور ہم سے ہمیشہ کے لئے مزید دشمنی مول نہ لے۔

روسیوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ جلد از جلد افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے۔ کیونکہ وہ جتنا افغانستان میں ٹھہریں گے اُتنا ہی انہیں جانی اور مالی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ انہیں چاہیئے کہ وہ کوئی بہانہ تراش کر کے اپنی فوجوں کو افغانستان میں نہ روکے۔ من بعد ہم کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے۔ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں نظامی لحاظ سے مشکلات کا سامنا ہے جو روسیوں کی براہ راست فوجی مداخلت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ لیکن پھر بھی حاضر ہیں کہ متنازعہ فیہ مسائل کو

افغانستان سے روسی فوجیوں کے انخلاء کے بعد وہاں مستقل غیر جانبدار اور ایک اسلامی حکومت قائم ہوگی اور کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ افغانستان میں اپنے فوجی اڈے قائم کرے یا افغانستان کو اپنی سیاست کا اکھاڑہ بنائے۔

استاد "ربانی" امیر جمعیت اسلامی افغانستان

حل کرنے کے لئے روسیوں سے براہ راست مذاکرات کریں۔ یہاں یہ بات روسیوں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی کی طرح آئندہ وہ کسی بھی بہانے سے کسی جنگ کی راہ ہموار نہ کرے

اگر روس پھر بھی مصر رہے کہ ماضی کی طرح ان کے پٹھو برسراقتدار رہیں یا پھر روس دوسرے ملکوں کو فریب اور دھوکہ دے کر وہ ہم پر دباؤ ڈالے کہ ہم افغانستان کی آئندہ حکومت میں دوسرے لوگوں کو بھی شریک کرے تو اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ روس ایک بار پھر افغانستان پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا ہے، یہ عمل ایک کھلی جارحیت تصور کی جائے گی۔

افغان عوام نے ماضی میں بھی کسی اجنبی طاقتوں کے مقابلے میں اپنی ہار نہیں مانی اور آئندہ بھی بیرونی مداخلت کو ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا ہم اپنے مستقبل کے فیصلے کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

روسیوں نے اقوام متحدہ کو افغانستان کی تعمیر نو کے لئے جو چھ سو ملین ڈالر امداد دینے کے وعدے کا اعلان کیا ہے امید ہے کہ یہ اعلان ان کی اغواگری سیاست اور اہل دنیا کو دھوکا دینا نہ ہوگا۔ بہر حال افغانستان میں ان کی وحشیانہ تخریب کاری کے نتیجے میں جو تباہی ہوئی ہے یہ امداد ان ویرانیوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ امید ہے کہ ماضی کی مانند اس امدادی رقم کے بدلے روس اپنے پرانے فرسودہ اور ازکار رفتہ مشینیں اور سامان آلات افغانستان نہ بھیجے خیر فی الحال ان مسائل پر مزید بحث کرنا قبل از وقت ہے۔ آئندہ دیکھا جائے گا۔

حسن شرق کی حالیہ پیشکش کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں، حسن شرق ایک جانا پہچانا چہرہ ہے۔ وہ روسیوں کا ایک کہنہ مشق جاسوس ہے۔ افغان عوام اسے قریب سے اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ اصلاً ایک نمائشی پتلا ہے۔

> افغانستان کی از سر نو تعمیر کے لیے جو ملک بلا قید و شرط امداد دینا چاہیں گے اسے قبول کیا جائے گا۔ مگر کسی بھی ملک کو ہمارے ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔
> "اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر استاذ ربانی"

انتظامیہ میں اس کا کوئی کردار نہیں بلکہ اس کی طرف سے افغان عوام کی امنگوں کی ترجمانی اور کابل انتظامیہ کی جانب سے پیشکش کی بات، تو یہ تعجب خیز بھی اور مضحکہ خیز بھی۔ اور یہ حسن شرق کے بس سے باہر ہے۔

حسن شرق کا کہنا ہے کہ افغان عوام کو چاہیئے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کرلیں۔ ہاں! افغان عوام نے تو پہلے ہی فیصلہ کرلیا ہے۔ جو آج کمیونسٹوں کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ لہٰذا اس پیشکش پر بحث کرنا عبث ہے۔

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر کی حیثیت سے میری یہی کوشش رہے گی کہ میں اس اتحاد کو سیاسی فکری اور یکجہتی کے لحاظ سے جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں مزید مستحکم کروں۔ اس سلسلے میں میرے ان روشن ضمیر، دانشمند اور افغان عوام کی بھلائی چاہنے والے حضرات سے جو آج کل بیرون ملک مہاجر ہیں التماس ہے اور انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ واپس آکر اپنے وطن عزیز کی تعمیر نو میں حصہ لیں اور اپنا اخلاقی کردار ادا کریں۔

اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر کو ختم کروں مختصر طور پر دو باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں افغانستان میں تھا تو میں نے خود دیکھا کہ آزاد کرائے گئے علاقوں میں کمانڈروں نے پاک کاری اور دشمن کے فوجی ٹھکانوں کو نیست و نابود کرنے کا مفصل منصوبہ بنا رکھا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

ماہنامہ مَشعَل

م س ع ل

صاحبِ امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
مدیر: سید عبداللہ معاون: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۴-۵ مسلسل نمبر ۲۸-۲۹ اکتوبر، نومبر ۱۹۸۸ء میزان عقرب ۱۳۶۷ ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- فرمانِ الٰہی
۳- ارشادِ نبوی
۴- استاد ربانی کی مصروفیات
۵- نورِ ہدایت کا طلوع
۶- مجاہدین کی روزافزوں کامیابیوں سے...
۷- روس مجاہدین کی فتح یابیوں سے...
۸- افغانستان کی سیاست میں جرگوں کا کردار
۹- انٹ یا دین
۱۰- عالمِ بشریت کے لیے اسلامی نظام
۱۱- مجاہدین ہتھیار نہیں ڈالیں گے
۱۲- روس میں اسلام
۱۳- جنگ اور امن
۱۴- ایک حقیقت
۱۵- روس مذہب کے خلاف...
۱۶- روسی جارحیت کا نیا انداز
۱۷- سوشلزم اور سیکولرازم
۱۸- اخبارِ جہاد
۱۹- قافلۂ شہداء
۲۰- استاد ربانی کی پریس کانفرنس

پتہ

دفتر: ماہنامہ **مشعل** کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345
PESHAWAR PAKISTAN

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان

بدلِ اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک: سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸
مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ
پشاور - پاکستان

حتیٰ "جرم" نامی علاقہ میری موجودگی میں فتح ہوا۔ دشمن اپنے موریچوں سے بھاگ نکلے۔

ایک تازہ خبر جو ابھی ابھی موصول ہوئی ہے "بھارک" نامی علاقہ ذکر شدہ منصوبوں کے تحت مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوچکا ہے۔ شاید آپ کو بھی اس عظیم فتح کے بارے میں اطلاع مل چکی ہوگی۔ حق اور باطل کے اس معرکے میں دشمن کے ۲۱ ٹینک، ۱۷۰۰ مختلف النوع بھاری اور ہلکی مشین گنیں اور بندوقیں مجاہدین کے ہاتھوں لگیں اور ۷۰۰ فوجیوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ انشاء اللہ ترتیب دیئے گئے پروگرام کے مطابق عنقریب مزید فتوحات ہمارے جیالے مجاہدوں کو نصیب ہوں گے۔

آخر میں میں اُن سبھی ملکوں کا جنہوں نے روسی فوجیوں کے انخلاء کے سلسلے میں اپنی سیاسی بصیرت سے کام لیتے ہوئے ہماری بھرپور حمایت کی۔ ہمارے آدارہ افغان مہاجرین کی اخلاقی اور مالی امداد کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور متیقین ہوں کہ ان کی یہ ہمدردیاں روسی فوجیوں کے مکمل انخلاء اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام تک ہمارے ساتھ جاری رہیں گی خیال رہے کہ روسی جارحیت ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ان کے وحشیانہ ہوائی حملے اب بھی جاری ہیں۔ ان کی بچھائی گئی بارودی سرنگیں آئے دن بے گناہ افغان عوام کی جان لیوا ثابت ہو رہی ہیں

استاد برہان الدین ربانی گارڈ آف آنر کا معائنہ کر رہے ہیں

آج بھی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کرائے کے گوریلا خرید کر مختلف ذریعوں سے ہمارے محاذوں میں شامل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن افراد کو جنہوں نے ۱۹۷۹ء میں اپنی فوجی ملازمت مکمل کر لی تھی دوبارہ طلب کر کے جبری طور پر بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح ایک وسیع حملے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ روسیوں کے بین الاقوامی حربے ابھی ختم نہیں ہوئے۔

آخر میں میں ایک بار پھر اُن سارے دوست ملکوں کا خاص طور پر برادر اسلامی ملک پاکستان اور اسلامی ملکوں کا جنہوں نے ہماری جدوجہد آزادی کی حمایت کی اور ہمیں اخلاقی و مالی امداد سے نوازا۔ اُن کے بے مثال مالی اور اخلاقی تعاون کی قدردانی کرتے ہوئے ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں

حاضرین کرام!

آپ نے اپنی گوناگون مصروفیات کے باوجود ہماری اس محفل میں شرکت کرنے کی زحمت گوارا کر کے ہمارے محفل کو جو رونق بخشی، میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ایسا صورت حال پیدا کی جائے کہ ہر علاقے کی آزادی کے بعد وہاں کے مقیم مجاہد اس علاقے کی تعمیر نو کے سلسلے میں پوری پوری صلاحیت رکھتے ہوں۔

شمالی صوبوں کے سفر کے دوران مجاہدین کو استاد "ربانی" کی ہدایت

سید لیاقت علی نیئر

غمِ جاوداں

مضطرب ہے موت پر تیری ضیاؔ سارا جہاں — تیرے غم میں عالمِ اسلام ہے ماتم کناں

ہے فغاں سب کے لبوں پر اور آنکھیں ہیں پُر آب — صورتوں سے ہے عیاں سب کے دلوں کا اضطراب

تو جری تھا مردِ حق آگاہ تھا بے باک تھا — تیرا سینہ مکر کی سب لعنتوں سے پاک تھا

تیری رگ رگ میں مچلتا تھا حمیّت کا لہو — روز افزوں تجھ سے پاکستان کی تھی آبرو

نیک تھا مقصد یقیناً تیرے ہر اقدام کا — تو نمائندہ تھا سارے عالمِ اسلام کا

تُو نے یو۔این۔او میں کروائی تلاوت شان سے — عشق تھا تجھ کو حقیقت میں بہت قرآن سے

روشنی لیتا رہا آیاتِ قرآنی سے تُو — شاد تھا عشقِ محمدؐ کی فراوانی سے تُو

حق پرستی پر تری اہلِ وطن کو ناز تھا — تیری سچّائی تری مقبولیت کا راز تھا

روکشِ قرآن و سنّت تیرا ہر دستور تھا — اس لئے ایمان کا چہرے پہ تیرے نور تھا

قوم کی تُو آبرو تھا ملک کی تُو جان تھا — اے ضیاؔ تو اک عظیم المرتبت انسان تھا

انتہائی عاجزانہ تھا ترا طرزِ عمل — مل نہیں سکتا یہ آسانی ترا نعم البدل

تو فروغِ دینِ حق کے واسطے بے چین تھا — تو حقیقت میں غلامِ سیدِ کونینؐ تھا

مہرباں تھا کس قدر تجھ پر خدائے لایزال — اُس نے تیری ذات کو بخشا عروجِ لازوال

سُرخرو تجھ کو بہر صورت کیا اللہ نے — مرتبہ تجھ کو شہادت کا دیا اللہ نے

شمعِ حق کو خون سے اپنے فروزاں کر گیا — تو دمِ رخصت بھی اک کارِ نمایاں کر گیا

اے شہیدِ مُلک و ملّت تیری عظمت کو سلام
کر رہے ہیں سب ترے عزم و شجاعت کو سلام

عالم بشریت کے لیے اسلامی نظام بہتر اور برتر نظام حیات ہے

لطیفہ مشہور ہے کہ مشرقی اور مغربی جرمنی کی سرحد پر ایک دفعہ ایک انگریز کتے اور ایک روسی کتے کی ملاقات ہو گئی۔ روسی موٹا تازہ تھا اور انگریز قدرے کمزور۔ مسائل پر گفتگو شروع ہوئی تو روسی کتے نے پوچھا "کامریڈ! انگلستان میں زندگی کیسی ہے؟" انگریزی کتے نے جواب دیا۔ "بھائی! راشننگ کے سبب بھوکوں مر رہے ہیں۔ ہاں بھوک سے تنگ آ کر جی بھر کر بھونک لیتے ہیں اس پر کوئی معترض نہیں ہوتا۔" اس کے بعد انگریزی کتے نے روسی کا حال پوچھ لیا کامریڈ نے جواب دیا۔ "دیکھ لو کھا کھا کر پھول کر کپا ہو گیا ہوں، خورد و نوش کی سب اشیاء پیٹ بھر ملتی ہیں۔ لیکن یار بھونکنے کو ترس گیا ہوں۔" ہماری نظر سے سرمایہ داری اور اشتراکیت پر اس سے زیادہ جامع اور بلیغ تبصرہ نہیں گزرا۔

دونوں نظام ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہوئے بھی روح اور مزاج کے لحاظ سے ایک ہیں کہ دونوں کا خمیر مادیت سے اٹھا ہے اور دونوں کا اول و آخر مقصود مادی فلاح و بہبود ہے خالص سرمایہ دار ریاست عدم مداخلت یا برائے نام مداخلت کی پالیسی پر کاربند ہوتی ہے۔ وہ فرد کو حق ملکیت، پیشے کے انتخاب اور منافع کی کھلی چھٹی دیتی ہے صارفوں اور آجروں کے درمیان مقابلہ بے روک ٹوک ہوتا ہے۔ اس مقابلہ میں نچلہ طبقہ مار کھاتا ہے فلاحی ریاست کا تصور نہیں ہے سودی نظام پر مبنی یہ معیشت اس بات کی ذمہ داری قبول نہیں کرتی کہ سرمایہ صرف اہل ہاتھوں میں رہے گا یا نادار کاریگروں اور آجروں کو مطلوبہ سرمایہ بہم پہنچایا جائے گا۔

مختصر یہ ہے کہ سرمایہ دار ریاست میں فرد اپنے فیصلوں اور اعمال کا آپ ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔

اشتراکیت فرد کی نجی ملکیت کے ساتھ ساتھ اس کی آزادی فکر و عمل بھی سلب کر لیتی ہے اور اس کے صلے میں صرف نان و نفقے کی ذمہ داری قبول کر لیتی ہے۔ اشتراکی ریاست عدل و ترقی کے نام پر ایک اجتماعی نظام قائم کرتی ہے۔ جس کی باگ ڈور بظاہر پرولتاریوں کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت سماجی اور اقتصادی پالیسیوں پر عمل درآمد کرتے ہیں اس میں انفرادی بہبود کی جگہ اجتماعی بہبود لے لیتی ہے، ریاست موجودہ نسل سے قربانیاں مانگتی ہے تاکہ آئندہ نسلیں بہتر زندگی گزار سکیں۔

ان دونوں انتہاؤں کے درمیان تیسری صورت مخلوط معاشی نظام کی ہے جو بنیادی طور پر سرمایہ داری نظام ہے۔ لیکن بعض اشتراکی خصوصیات کا بھی حامل ہوتا ہے مثلاً منصوبہ بندی کا تصور اشتراکیت سے مخصوص ہے۔ لیکن ایک مدت سے سرمایہ دار ملک بھی اس کو برت رہے ہیں بعض غیر اشتراکی ملکوں میں بھی ملکیت زمین کو محدود کر دیا گیا ہے۔ بعض میں لیبر کو جزوی طور پر شریک کاروبار کر لیا گیا ہے۔ سرمایہ دار

نظام کے حامیوں کا موقف یہ ہے کہ یہ نظام بڑا لچکدار ہے اور نئے عصری تقاضوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ گویا وہ احوال و ظروف اور زمان و مکان کی تبدیلیوں کا ساتھ دیتا ہے اور اسی لئے "زندہ پائندہ" ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ دونوں نظام نامکمل ہے، غیر معتدل ہیں اور غیر فطری ہیں، جب سرمایہ داری نظام کو اپنا سنگھاسن ڈولتا نظر آیا تو اس نے فلاحی مملکت، بہتر رہن سہن، منصوبہ بندی برائے ترقی و تعمیر اور تحدید ملکیت زمین کے دلفریب نعروں کو اپنا لیا تاکہ اس کی بقا، آزادی و جمہوریت کو ختم کرنے والی اشتراکیت کی قربان گاہ کی بھینٹ نہ چڑھ جائے، یہ گویا ایک طرح کا "حیلۂ پرویزی" ہے، اسی طرح روس نے کمیون کے تجربوں کو ناکام ہوتے دیکھ کر لیبر کو بونس، تحریص و انعام اور ایک حد تک نجی ملکیت مثلاً مکان، باغیچہ، پھل پھول سبزیوں کے لئے قطعہ اور بینک بیلنس کے سرمایہ دارانہ ہتھیار عوام کے ہاتھوں میں دے دیئے ہیں۔ تاکہ قومی پیداوار میں اضافہ کی رفتار میں بتدریج کمی کا سدباب کیا جا سکے یوں غور کیا جائے تو یہ دونوں نظام ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک دوسرے سے مشابہ بھی۔ دونوں کا مقصود عوامی بہبود اور سلطانیٔ جمہور ہے۔ دونوں صرف مادی ترقی پر سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ لیکن تمام تر ترقیوں کے باوجود اخلاقی و روحانی بحران سے دوچار ہیں، دونوں چند برسوں کی ابتدائی جھڑپوں کے بعد اب بقائے باہمی پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اور اس لئے ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے پر انحصار کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ روس کی تمام تر ترقی و تعمیر کے باوجود اس کو گندم کینیڈا اور جوتے اور کپڑا بھارت یا پاکستان مہیا کرتا ہے اور امریکہ اپنے بے اندازہ وسائل کے باوجود اپنی وادی ٹینسی کو روس کے خطوط پر ترقی دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ دونوں تشنۂ تکمیل ہیں اور "سعی و خطا" کے اصول پر چل رہے ہیں سرمایہ داری نظام نے جنگ عظیم کی بے کاری اور ۱۹۲۹ء کے عالمی اقتصادی بحران کے ہاتھوں مجبور ہو کر منصوبہ بندی کو اختیار کر لیا ہے اور روس نے اپنی "قومیائی ہوئی" زمینوں اور فارموں کی پیداوار کو گرتے دیکھ کر اجتماعی گرفت ڈھیلی کر دی ہے۔ دونوں نظاموں کی یہ نام نہاد لچک ان کی خوبی نہیں مجبوری ہے۔

سرمایہ داری نظام نے بندۂ مزدور کے اوقات جبر، استحصال اور بیگار کے ذریعے تلخ کر رکھے ہیں، جب کہ اشتراکیت نے روٹی کپڑے کے عوض عوام کی انفرادی آزادی مذہبی اقدار اور نجی ملکیت چھین لی ہے اب انسان جو ایک ناطق اور عقل و شعور سے بہرہ ور "جانور" ہے اور خاندان اور سماج کے تعلق سے جانا پہچانا جاتا ہے وہ کیوں کر گھاٹے کا یہ سودا دیکھتی آنکھوں کر سکتا ہے وہ کولہو کا بیل نہیں ہے کہ دانے چارے کے عوض آنکھیں بند کر کے دن بھر چکر کاٹتا رہے۔ وہ کھشتری، ویش یا شودر نہیں ہے۔ کہ سرمایہ دار برہمنوں کی خاطر کھیتوں اور کارخانوں میں عمر عزیز ضائع کر دے۔ تاکہ امیر امیر تر ہو جائیں۔ جس کا جواز سرمایہ داری نظام کے نزدیک وہ "کھلا مقابلہ" ہے جو صارفوں اور آجروں میں ہوتا ہے یا وہ نام نہاد "یکساں مواقع" ہیں جن کی وعید مذکورہ نظام دیتا ہے۔

دونوں نظاموں کو کارکردگی کے مواقع ایک مدت سے میسر رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی دکھی انسانیت کا نجات دہندہ نہیں بن سکا۔ کوئی بھی انسانیت کی تکمیل اور انسانی بہبود (مادی و روحانی) کی تحصیل میں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکا۔ دونوں ا[...] ناکامی و نامرادی کا جلی حروف میں لکھا ہو[...] اشتہار ہیں۔ جس کو پڑھنے کے لئے بصیر[...] اور بصارت دونوں کی ضرورت ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام کا اجتماعی نظام عدل و مساوات ان دونوں سے بہ[...] اور برتر اور جامع تر ہے۔ یہ دونوں کی خوبیوں کو محیط ہے۔ لیکن ان کی خرابیوں [...] یکسر پاک۔ آئیے اس دعویٰ کے ثبوت میں دلائل لائیں" اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔"

موجودہ سرمایہ داری نظام انگلستان [...] صنعتی انقلاب کی (جو بالآخر سارے یور[...] اور امریکہ میں پھیل گیا) ناجائز اولاد ہے۔ انگریز صنعتی انقلاب کے بل بوتے پر دنیا بھر میں پھیل گئے اور ان کی نوآبادیات [...] در حلقہ پھیلتی چلی گئیں۔ امپیریل ترجیح، گ[...]

پالیسی۔ جنگ اول و دوم نو آبادیات کی صنعتی پسماندگی، اس نظام کے گندے انڈے ہیں۔ جن کو اب حریت پسند عوام اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں اس نظام کی فکری عطا کی معراج ڈارون کا نظریہ ارتقا اور فرائڈ کا نظریہ جنس ہے۔ جس نے مذہب اور اخلاقیات کو بیخ و بن سے ہلا ڈالا ہے۔ ادھر اشتراکی نظام، سرمایہ داری نظام کے خلاف نفرت اور انتقام کا مظہر اتم ہے گویا اس میں انسانی محبت سے زیادہ سرمایہ داری کے خلاف بغض کے جذبات غالب ہیں۔ اشتراکیت اس "کلیم بے تجلی" اور "مسیح بے صلیب" کارل مارکس کی دین ہے۔ جس نے ہیگل اور ڈارون اور مل کے افکار کے آمیزے سے اشتراکیت کا معجون تیار کیا۔ اس کا فلسفہ یہ رنگ لایا ہے کہ اشتراکی تشدد کے ذریعے انقلاب لاتے اور تسلط جماتے اور عوام کے نام پر بدترین آمرانہ حکومت کرتے ہیں

اہل نظر جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو انقلاب عرب و عجم میں برپا کیا اپنے نام پر نہیں خدا کے نام پر کیا اور اپنی شخصیت کو نہیں اللہ کی ذات کو پیش کیا۔ حضورؐ کا انقلاب احوال و ظروف کی عطا نہیں تھا جیسا کہ سرمایہ داری اور اشتراکیت ہیں۔ ان کا انقلاب مادی تبدیلیوں کا داعی اور باعث تھا۔ لیکن وہ یہیں تک محدود نہ رہا بلکہ اس نے یہ سب کچھ اخلاقی بنیادوں پر تعمیر کیا۔

اسلام نے ایڈم سمتھ کی طرح آزاد عالمی تجارت کا نعرہ بلند نہیں کیا۔ ڈارون کی طرح قبائے انسانیت پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ فرائڈ کی طرح انسان کو حیوانی جبلتوں کا غلام قرار نہیں دیا۔ مارکس کی طرح بورژوا اور پرولتاریوں میں تقسیم نہیں کیا۔ اور برٹرینڈرسل کی تشکیک کے جالے کی حقیر مکھی نہیں بنایا۔ بلکہ یہ کہہ کر خطاب کیا کہ: کنتم **خیر امۃ** (تم بہترین امت ہو) ایسی امت جس کا ہر فرد ذمہ دار بھی ہے اور جواب دہ بھی۔

گویا اسلام میں سرمایہ داری کا انفرادی کردار اور اشتراکیت کا اجتماعی کردار ایک بہترین امتزاج کی شکل میں موجود ہے جس میں ان کی ساری خوبیاں تو موجود ہیں لیکن وہ ان جملہ خرابیوں سے پاک ہے اللہ نے اس بہترین امت کو یوں مکلف ٹھہرایا کہ "تم لوگ باقی لوگوں کے لئے ایک بہترین قوم (کے طور پر) صفحہ ہستی پر لائے گئے ہو۔ تم شرع اور فطرت کے مطابق حکم دیتے ہو۔ برائیوں سے منع کرتے اور خدا کی ذات و صفات پر یقین رکھتے ہو۔"

بقیہ: انمٹ یادیں

ہر لمحہ رضائے الٰہی کے لئے گزارے وہ کبھی نہیں مرتا وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے سیاسی میدانوں میں عرصۂ دراز تک شہید صدر ضیاءؔ کی کمی شدت سے محسوس کی جائے گی۔ موت تو صرف عنوان ہے ایک پرانی زندگی کے غروب کا اور ایک نئی زندگی کے طلوع کا۔ بچھڑنے والے تو ہم سے بچھڑ گئے۔ ان کی یادیں باقی رہ گئیں۔ وہ یادیں جو دل میں ایک ہوک سی بن جاتی ہے۔ یادیں جو آنکھوں کو پرنم کر دیتی ہیں۔ جگر کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔ ایسی انمٹ یادیں جو ایک کانٹے کی طرح ذہنوں میں چبھتی ہیں اور ذہنوں کو جھنجوڑ کر پاش پاش کر دیتی ہیں۔

میری فہم و فراست تو شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے ان بے مثال کارناموں کی صحیح معنوں میں ترجمانی کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ اس لئے میں اپنے مضمون کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں ؎

اے شہید راہ حق آسماں تیری لحد پر
شبنم افشانی کرے
تیری روح شاد و خرم رہے۔

روس مذہب کے خلاف جنگ ہار چکا ہے

روس کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۷ویں کانگریس میں میخائل گورباچوف کے پارٹی کا جنرل سیکرٹری منتخب ہونے کے بعد پہلی کانگریس تھی اس نے پارٹی کو ہدایت کی کہ لامذہبی تعلیم اور پروپیگنڈہ کو دوبارہ حرکت میں لایا جائے۔ اب جب کہ دو سال گزر چکے ہیں۔ اور گلاس نوست (اظہار رائے کی آزادی) پر تھوڑا سا عمل درآمد ہوا ہے یہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ روس میں مذہب کے خلاف جنگ ناکام ہو چکی ہے الحادی پروپیگنڈہ اور تعلیم ایک رسمی اور کارایہ کی خدمت ہو گئی ہے۔ پارٹی کے رکن ایک فرض ادا کرنے کے لئے نکلتے ہیں لیکن جن لوگوں سے وہ رجوع کرتے ہیں ان کو اپنے پیغام کا قائل نہیں کر پاتے اور نہ اس کی پروا کرتے ہیں کہ عوام پر ان کی بات کا کیا اثر ہوا ہے اور ہوا بھی ہے کہ یا نہیں۔

حال ہی میں تاجکستان کے دارالحکومت میں الحادی تعلیم کے بارے میں ایک مباحثہ ہوا۔ جس میں بتایا گیا کہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ملا کے چند الفاظ ہمارے الحادی پروپیگنڈے سے زیادہ اثر انگیز ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ہماری پارٹی میں جن لوگوں کو یہ کام سونپا جاتا ہے وہ خود بھی ملحد نہیں ہوتے وہ لیکچر دینے اور دوسرے پروپیگنڈے کے لئے محض اس بنا پر نکلتے ہیں کہ ان کو اپنی گزر اوقات کرنا ہوتی ہے اور پارٹی قیادت کی صفوں میں اپنی ترقی کا انتظام کرنا ہوتا ہے لیکن تاجکستان ہی میں ہونے والے ایک اور سیمینار میں یہ مسئلہ بھی سامنے آیا ہے کہ ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کے عشروں میں مذہب کو غیر معمولی عروج حاصل ہوا ہے۔ اس کو سماجی ضابطوں اور سماجی انصاف کی خلاف ورزی کا نتیجہ بتایا گیا اور اس بات کا کہ ہماری زندگی میں انقلاب کی اخلاقی قدریں ٹھپ ہو کر رہ گئی ہیں۔ سیمینار میں مزید اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ ان دنوں خدا پرست ایک پڑھا لکھا آدمی ہوتا ہے اور جو اپنے مذہبی عقائد سے بخوبی واقف ہے وہ نظریاتی طور پر مضبوط ہوتا ہے یہ سب روسی نظام میں پلے بڑھے ہیں۔ یہ اپنے وطن کے لئے لگن رکھتے ہیں اور ان میں شہری وقار کا احساس پیدا ہو چکا ہے۔ بحث میں حصہ لینے والے ایک شخص نے یہ سوال اٹھایا کہ کیا لامذہب لوگ ایسے خدا پرستوں سے مباحثہ یا مناظرہ کر سکتے ہیں؟

ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ اعتراف ممکن نہیں لیکن اس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ لامذہبیت کی سرگرمیاں محض ایک سعی لاحاصل ہیں۔

اخلاقیات نے معاشرے کے اخلاقی قانون بالوں کو تباہ کیا ہے۔ اور سوشلزم کا مقصد درحقیقت سماجی انصاف فراہم کرنا نہیں بلکہ یہ عوام کی گردنوں پر مسلط رہنے کا ایک دوسرا حربہ ہے الحاد کو کھوکھلا بے معنیٰ اور خلاف عقل پایا گیا ہے اور اسی موضوع سے تعلق رکھنے والی کہانیاں بے اثر ہو کر رہ گئی ہیں۔

مجاہدین ہتھیار نہیں ڈالیں گے

امریکی وزیر خارجہ جارج شلز کا انٹرویو

س: کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ افغان تصفیے سے دنیا کے دوسرے علاقائی تنازعات طے کرنے میں مدد ملیگی؟

ج: دوسرے خطوں میں بھی ایسے ہی مسائل موجود ہیں اور روس کے ساتھ ان مسائل پر تعمیری انداز میں بات چیت کرنے کی ہماری اہلیت میں اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے ہم دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں کیا ہو سکتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ عام فارمولا ہے، جسے یہاں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام بروئے کار لایا گیا ہے، دوسرے علاقوں میں مثلاً کمبوڈیا میں یا غالباً جنوبی افریقہ میں اور دوسرے معاملات میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

س: دوسرے مقامات سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: بس یہ کچھ مثالیں ہیں۔

س: میں بین الاقوامی ضمانتوں کے بارے میں استعمال ہونے والے الفاظ میں کھلے تضاد پر حیران ہوں امریکہ اور روس نے جمہوریہ افغانستان کے داخلی معاملوں میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرنے کا عہد کیا ہے کسی بھی دوسری جگہ اسلحہ کی سپلائی کو ہم مداخلت کی صورت سمجھتے ہیں جو قابلِ اعتراض ہے، اس معاملے میں یہ بات کیوں نہیں؟

ج: یہ اتفاق رائے موجود ہے کہ یہ دستاویز متوازن اور یکساں ہے اور روس نے اصرار کیا ہے کہ وہ افغانستان میں انہیں اسلحہ سپلائی کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جن کی وہ حمایت کرتا ہے۔ اس لئے ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ بیشک یہ سوال بھی ہے کہ افغانستان میں جائز حکومت کیا ہوگی۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ ہم کابل کی انتظامیہ کو جائز تصور نہیں کرتے اور ہم یہ بات صاف الفاظ میں کہہ چکے ہیں

س: آپ نے ضمانتوں پر دستخط ایک ایسی حکومت کے ساتھ کئے ہیں۔ جس کو آپ تسلیم ہی نہیں کرتے اس طرح امریکی دستخطوں کی حقیقتاً کیا ضمانت ہو سکتی ہے۔

ج: دیکھیے! یہ اقوام متحدہ کے زیر اہتمام اور بالواسطہ بات چیت کے ذریعے ہوا ہے۔ اس لئے ہم نے ضامن کی حیثیت سے دستخط کر دیئے ہیں اور ہمارے نقطہ نظر سے اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم اس سمجھوتے پر کاربند رہیں گے۔ دوسروں کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

س: آپ کے صدر نے ایک بار یہ بیان دیا تھا۔ کہ روسی جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کا اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کچھ ہے لیکن میرے خیال میں آپ میری بات سمجھ گئے ہیں۔ آپ نے روس کے ساتھ دوستانہ دستاویزات پر دستخط کئے ہیں۔ آئی این ایف کا معاہدہ اور اب یہ افغانستان کا معاہدہ۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ کی انتظامیہ میں کوئی تبدیلی آ گئی ہے؟ کیا اب آپ روسیوں پر اعتماد کرنے لگے ہیں۔ کہ وہ اپنے معاہدوں کی پابندی کریں گے۔

ج: گوربچوف کے دور کے روس کے

ساتھ ہمیں معاملہ کرنے کا خاصا تجربہ ہو چکا ہے اور ہم نے سامنے آنے والے مسائل کے حل کے لئے بڑی محنت کی ہے ہم آئی این ایف کا معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کی اب اتنی سخت پڑتال کی جا رہی ہے جتنی سینیٹ نے غالباً کسی اور معاہدے کی نہیں کی۔ لیکن یہ معاہدہ ٹھیک ٹھاک ہے۔

اس کی وجہ ہڑتال کی بہت سی ٹھوس دفعات ہیں۔ یہ (افغان) معاہدہ ایک اصولی مسئلے روسی فوجوں کے انخلاء پر مرکوز ہے۔ اس لئے ہم نے اور پاکستان نے ایک مختصر نظام الاوقات پر اصرار کیا اور اس بات پر زور دیا۔ کہ ابتدا میں زیادہ فوج نکلنی چاہیئے۔ اس لئے ہم پندرہ مئی کی تاریخ سے بہت پہلے یہ دیکھ لیں گے کہ ابتدائی مرحلے میں کتنی زیادہ فوج نکالی جا رہی ہے ہم اس کی نگرانی بلاشبہ کر سکیں گے۔ ظاہر ہے کہ جب اس قسم کی حرکت شروع ہو جاتے تو پھر وہ اتنے ہی زور میں جاری رہتی ہے۔

س: مسٹر سیکرٹری! بہت سی پابندیوں اور ذمہ داریوں کے ساتھ پاکستان کو معاہدے کا پہلا حصہ اور خاص طور پر اس کی دفعہ در کو قبول کرنا پڑا ہے۔ اگر ضروری ہوا تو آپ مجاہدین کو فوجی امداد کس طرح مہیا کریں گے؟

ج: ہمیں یقین ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو ہم فوجی امداد مہیا کر سکیں گے اور جہاں تک شرائط کا تعلق ہے، ہم دیکھیں گے کہ روس ان کی کتنی پابندی کر رہا ہے۔ فی الحال میں اس جواب پر اکتفا کروں گا۔

روسیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مٹھی بھر زر خرید غلاموں کی مزید حمایت سے دستبردار ہو جائے۔ اور ہم سے ہمیشہ کے لیے مزید دشمنی مول نہ لے

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

س: کیا آپ مجاہدین کے اس بیان پر تبصرہ کریں گے کہ معاہدے میں حقیقی امن شامل نہیں اور حقیقی فریقوں کو شامل کئے بغیر کیا گیا ہے؟

ج: ظاہر ہے کہ انہیں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ ہم نے ان کی مدد کی ہے اور کرتے رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس معاہدے نے ہمیں افغانستان میں ایسے زیادہ مستحکم حالات کی طرف بڑھنے کا موقع مہیا کیا ہے۔ جن میں سب کچھ افغان عوام خود کریں گے مجاہدین کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم ان کی مدد کرتے رہیں گے۔

س: کیا امریکہ یا پاکستان کو مجاہدین پر اتنا اثر حاصل ہے کہ وہ روسی انخلاء میں سہولت کے لئے انہیں ہتھیار دینے یا کسی قسم کی جنگ بندی کرنے پر آمادہ کر سکیں؟

ج: میرے خیال میں یہ تو کوئی بھی نہیں کہہ رہا کہ مجاہدین ہتھیار ڈال دیں ان کا اپنا ایک وجود ہے اور وہ اپنے اس وجود کو منوائیں گے اور کسی نہ کسی طرح افغانستان کے عوام کے درمیان باہمی عمل کے ذریعے ایک ایسی حکومت بن جائیگی جسے افغان عوام اپنی جائز حکومت قرار دے سکیں۔

میں آپ کو یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ کیسے ہوگا۔ اس لئے کہ میں یہ جانتا ہی نہیں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ کوئی اور بھی جانتا ہے یا نہیں۔

میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ مسٹر کارڈویز کی مصالحتی کوششوں کی موجودگی جنہیں عام طور پر قبول کیا گیا ہے۔ جلد ہی کوئی قابل عمل صورت پیدا کرے گی

تحریر: مشاہد حسین

روس میں اسلام

اُن حالیہ تبدیلیوں کے باعث جو روس کے رویہ اور پالیسیوں میں ہو رہی ہیں اور جن کی بہترین عکاسی گوربچوف کے "گلاسنوسٹ اور پریسٹرائیکا" کے پسندیدہ نعروں سے ہوتی ہے۔ مذہب کے معاملہ میں بھی محتاط فراخدلی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے یہ احتیاط روس کے اس نظریہ سے ضروری ہے۔ اس لئے کہ مذہب نسلی مسائل سے وابستہ ہے۔ خصوصاً روس میں مسلمانوں کے معاملہ میں۔ اس وقت روس کی پندرہ جمہوریتوں میں سے چھ جمہوریتیں ایسی ہیں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں اور جن کی آبادی پانچ کروڑ سے زائد ہے ان جمہوریتوں میں ازبکستان، تاجکستان، آذربائیجان، قزاخستان، کرغیزیا اور ترکمانیہ شامل ہیں۔

اسلام کے بارے میں روسی رویہ کو تین حوالوں نظریہ، نسلی عنصر اور جغرافیائی سیاست کے حوالہ سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ سرکاری طور پر تو کمیونسٹ پارٹی اور اس کا نظریہ مذہب کو "عوام کے لئے افیون" خیال کرتے ہیں اور یہ نظریہ مارکس اور لینن کے نظریات کے عین مطابق ہے۔ تاہم ۱۹۷۹ء میں ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد اور افغانستان میں "اسلامی بنیاد پرستی" کے مسئلے سے دوچار ہونے کے بعد روس اسلام کے بارے میں از سر نو جائزہ لینے کے لئے مجبور ہو گیا ہے۔ اس از سر نو جائزے کی بہترین مثال لیونیڈ برزنیف کی وہ سیاسی رپورٹ ہے۔ جو انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کی ۲۶ ویں کانگرس میں پیش کی تھی۔ نئے آزاد ممالک کے ساتھ روس کے تعلقات کے فروغ کا ذکر کرتے ہوئے برزنیف نے ایرانی انقلاب کے بارے میں کہا تھا۔ کہ

"یہ انقلاب پیچیدہ اور متضاد نوعیت کا ہے۔ لیکن لازمی طور پر سامراج کے خلاف ہے۔"

پھر انہوں نے اسلام کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار شروع کیا اور یہ پہلا موقع تھا کہ روسی کمیونسٹ پارٹی کے کسی لیڈر نے پارٹی کانگرس کے موقع پر اس موضوع پر اظہار خیال کیا ہو برزنیف نے کہا کہ

"حال ہی میں مشرق کے کچھ ممالک میں اسلامی نعرے بڑی گرمی سے لگائے جا رہے ہیں، ہم کمیونسٹ اسلام یا کوئی اور مذہب کے ماننے والوں کے مذہبی عقائد کا احترام کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اُن قوتوں کے کیا مقاصد ہیں جو مختلف نعرے لگا رہی ہیں۔ اسلام کا پرچم آزادی کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے۔ جس میں حالیہ تاریخ بھی شامل ہے۔ لیکن اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ردِعمل کے طور پر اسلامی نعروں کو انقلاب کے خلاف بغاوت کو بھڑکانے کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ساری بات کا انحصار کسی تحریک کے اصل مقصد پر ہے۔"

اس نظریہ سے اُن مشکلات کی عکاسی ہوتی تھی۔ جو روس کو درپیش تھیں۔ ایک طرف تو روس ایران کے اسلامی انقلاب کا خیر مقدم کرنا چاہتا

تھا. جو ایک امریکہ نواز بادشاہت کے خلاف تھا. لیکن اس کے ساتھ ہی دوسری طرف صورت حال یہ تھی کہ وہ افغانستان میں اس تحریک کو کچل رہا تھا. جس کی بنیاد اسلام تھا.

دوسرا پہلو جو اسلام کے بارے میں روس کے رویہ کی رہنمائی کرتا ہے وہ نسلی اقلیتوں کا مسئلہ ہے، جو اس کی مسلم اکثریت والی جنوبی اور وسطی ایشیائی جمہوریتوں میں آباد ہیں. روسیوں کو خوف ہے کہ کہیں اسلام روسی مسلمانوں میں ایک سیاسی عنصر کے طور پر اور نظریاتی خطرہ کی شکل میں نہ اُبھرے جو موجودہ نظام کے لئے خطرے کا باعث ہو. یہ روسی مسلمان روسی زبان تو استعمال کرتے ہیں اور روسی طرز کے نام بھی رکھتے ہیں. لیکن مسلم اقوام کی تاریخی جڑیں (بشمول ان کی ثقافت کے) اب بھی ویسی کی ویسی قائم ہیں اور اُن کی تاریخ کی بہت سی علامات بشمول اہم مقامات کے بحال کی جا رہی ہیں سرکاری سطح پر تو مذہبی معاملات میں روس کا نقطۂ نظر کاروباری قسم کا ہے اور حکومت اس امر کا یقین چاہتی ہے. کہ مذہبی معاملات کو رسومات کی ادائیگی تک محدود رکھا جائے جو کہ بسا اوقات مذہبی سے زائد ثقافتی نوعیت کی ہوا کرتی ہیں، مثال کے طور پر فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے بیس روسی مسلمانوں کو منتخب کیا جاتا ہے اور وہ ان کی نامزدگی کی منظوری سرکاری طور پر دی جاتی ہے. ثقافتی اور مذہبی تناظر میں اسلام روسی مسلمانوں کے طرز زندگی میں رچا بسا ہوا ہے. جو بات اہم ہے وہ یہ ہے. کہ روس کے کسی اور نسلی یا مذہبی گروپ کے مقابلہ میں مسلمانوں نے اپنا ایک امتیازی تشخص اب تک برقرار رکھا ہوا ہے روسی حکومت اس حد تک مذہبی آزادی دیتی ہے اور مذہب کو اس حد تک برداشت کرتی ہے. کہ وہ مارکسزم اور لینن ازم کے ریاستی نظریہ کے غلبہ کو چیلنج نہ کرے اور یہ کہ اسلام عوام کی ذاتی زندگیوں میں عقیدہ کے نظام کے طور پر محدود رہے.

روسی مسلمانوں میں نسلی عنصر کس حد تک دھماکہ خیز ہو سکتا ہے اس کا اظہار گزشتہ سالوں کے عرصہ میں کم از کم دو بڑے واقعات سے ظاہر ہو گیا ہے. دسمبر ۱۹۸۶ء میں جب قازقستان کے مقامی پارٹی کو ایک روسی سے تبدیل کیا گیا. تو قازقستان کے باشندوں نے وسیع پیمانے پر احتجاج کیا اور گڑبڑ ہوئی. حال ہی میں آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان فسادات ہوئے ہیں. آرمینیا والے زیادہ تر عیسائی ہیں جب کہ آذربائیجان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے. یہ فسادات آذربائیجان سے آرمینیا کو ایک چھوٹے سے علاقہ کی منتقلی کے خلاف احتجاج کے طور پر ہوئے ہیں. ایک اور پہلو جس کا تعلق مذہب اور نسل دونوں سے ہے، تاتاریوں سے متعلق ہے جو یورپی مسلمان ہیں اور ان کے علاقے روسی وفاق میں ہیں جہاں وہ اکثریت میں ہیں. ان علاقوں میں تاتاریہ، بشقریہ اور داغستان شامل ہیں. یہ لوگ زیادہ تر کریمیا میں آباد تھے. لیکن دوسری جنگ عظیم کے دوران ان پر نازیوں کے ساتھ ساز باز کرنے کا الزام عائد کیا گیا اور سٹالن نے اُنہیں اُن کے وطن اور قومیت سے محروم کر دیا. اب جب کہ روس حکومت نے مذہب کی جانبداری اور فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے، تو کریمیا کے تاتاریوں نے ماسکو میں حقوق کا مطالبہ کرتے ہوئے احتجاج کیا ہے. جس کو روس میں پہلا بڑا نسلی احتجاج کہا جا سکتا ہے. ماسکو میں تینتیس ہزار تاتاری مسلمان ہیں اور ان کی تاتاری زبان ترکی زبان سے ماخوذ ہے ماسکو میں اُن کی جامع مسجد کے امام ایک تاتاری ہیں. جو جمعہ کا خطبہ تاتاری زبان میں دیتے ہیں.

تیسرا عنصر جو اسلام کے بارے میں روس کے رویہ کو متعین کرتا ہے وہ جغرافیائی سیاست کا عنصر ہے یعنی روس کی ایران اور افغانستان کے ساتھ جغرافیائی قربت ہے. ان ممالک کے باشندوں کا نہ صرف مذہبی عقیدہ وہی ہے جو سرحد پار کے روسی مسلمانوں کا ہے. بلکہ ان کے درمیان نسلی اور

اداریہ

گورباچوف کے قول و فعل میں تضاد

روسی حکمران گورباچوف نے ۱۹۸۶ء میں افغانستان کے مسئلہ کے بارے میں یہ شوشہ چھوڑ کر کہا تھا کہ افغانستان کا مسئلہ روس کے لیے ایک رستے ہوئے ناسور کی حیثیت رکھتا ہے اور پھر کہا کہ روس جلد از جلد افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانے کا خواہشمند ہے لیکن ابھی انہوں نے اس ضمن میں کوئی مثبت اور عملی قدم نہیں اٹھایا۔ کیونکہ اس نے صرف مجاہدین کو دھوکہ دینے اور سیاسی محفلوں میں روس کے خلاف دنیا والوں کے شکوک و شبہات کو کم کرنے کے لیے فریب کا یہ شوشہ چھوڑا تھا۔ اور آئندہ کے واقعات نے یہ ثابت کر دکھایا کہ روسی لیڈر کے اس پُر فریب نعرے میں کتنی حقیقت تھی حالانکہ مجاہدین نے اسے پہلے فریب سے تعبیر کر کے مسترد کر دیا تھا۔ اور یوں افغان مجاہدین نے نام نہاد جنیوا معاہدہ کو بھی لغو اور بے معنی قرار دیا تھا۔ چنانچہ افغان مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری اور روسی ظلم و تشدد وحشت اور بربریت کی وجہ سے رونما ہونے والے واقعات سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جنیوا معاہدہ کا مسترد کرنا افغان مجاہد راہنماؤں کی دور اندیشی اور دانشمندی کی عکاسی کرتی ہے، چنانچہ روسی قیادت کی طرف سے روسی فوجی انخلاء کا تعطل، مختلف مقامات پر نئے روسی سکڈ میزائلوں کو نصب کر دینا اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کو مگ ۲۷ جیسے جدید جنگی جہازوں اور دیگر جدید جنگی ساز و سامان کی فراہمی اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ

لسانی تعلقات اور وابستگیاں بھی ہیں۔ روس کے حالیہ دورہ میں ان خبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ آذربائیجان میں خمینی کی حمایت میں مظاہرے ہوئے تھے ایک سربرآوردہ روسی ماہر نے اس امر کی تصدیق کی۔ لیکن یہ بھی کہا۔ کہ

"یہ مظاہرے اس قدر بڑے نہیں تھے جیسا کہ آپ کا خیال ہے اور ان میں زیادہ تر اُن لڑکوں نے حصہ لیا تھا جو مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔"

روس کے سرکاری اخبار ازویستیا کے ایڈیٹر نے اسلامی عنصر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ

"جب ایران میں انقلاب آیا تو ہر شخص اسلامی عنصر سے خوفزدہ تھا۔ لیکن اب کوئی خوفزدہ نہیں ہے۔"

ایک لحاظ سے افغانستان کے بنیاد پرست ایران کے بنیاد پرستوں سے مختلف ہیں۔ اس لئے کہ افغانستان میں بہت کم شیعہ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایران، عراق کے ساتھ جنگ میں فتح حاصل نہیں کر سکا۔ ایران کے ساتھ اس نظریاتی تضاد کے باوجود روسیوں نے کوشش کی ہے کہ ایران کے ساتھ اس کی سرکاری شیعہ قیادت رابطہ قائم کرے۔

۱۹۸۲ء میں روس کا ایک اسلامی وفد ایران کی سرکاری دعوت پر روس کے شیعہ قائد شیخ الاسلام اللہ شکور پاشا زادے کی زیر قیادت ایران گیا تھا جو ایران کے پچاس لاکھ شیعوں کے سربراہ ہیں۔ یہ دورہ جس میں آیت اللہ خمینی سے ملاقات بھی شامل تھی بظاہر زیادہ کامیاب نہیں رہا۔ اس لئے کہ روسیوں کے خیال میں آیت اللہ خمینی چاہتے تھے کہ روس کے شیعہ بھی ایرانی شیعوں کی طرح ہو جائیں۔ لیکن یہ بات ناممکن ہے۔ تاہم آیت اللہ خمینی کے بارے میں روس کے جریدے "مسلمز آف دی سوویت ایسٹ" کے ایڈیٹر انچیف شیخ عبدالغنی عبداللہ نے یہ تسلیم کیا کہ "خمینی ایک عظیم مذہبی شخصیت ہیں جن کا ہم احترام کرتے ہیں۔"

افغانستان اور ایران کے علاوہ ایک اور مسئلہ جس کا اسلام کے مسئلہ سے تعلق ہے وہ فلسطین کا مسئلہ ہے۔ حالانکہ اس کا اسلام کے مسئلے سے اس قدر تعلق نہیں ہے کہ جس قدر کہ ایران اور افغانستان کے مسئلے کا ہے۔ روسیوں نے اس مسئلے پر اپنے رویہ میں آہستہ آہستہ تبدیلی کر لی ہے۔ وہ اپنے عرب دوستوں کو بشمول پی۔ ایل۔ او، لیبیا اور شام کو یہ ترغیب دے رہے ہیں کہ وہ اسرائیل کو تسلیم کر لیں اس قسم کا مؤقف روس کی اس خواہش کے باعث بھی ہے۔ کہ وہ اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال کرنا چاہتا ہے، جو ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد منقطع ہو گئے تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دونوں ممالک کے سفارت کار اس وقت ماسکو میں ہیں اور تل ابیب قونصلر کے فرائض انجام دے رہا ہے جو اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ اگلے سال دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات کے قیام کا امکان ہے۔ نجی طور پر روسیوں کا اُن مسلم ممالک کے بارے میں منفی نظریہ ہے۔ جن کے ساتھ اُن کے قریبی تعلقات رہے ہیں۔ خصوصاً مصر، افغانستان، سوڈان، لیبیا، شام اور جنوبی یمن کے ساتھ روسی ماہرین کے خیال میں بہت سے مسلمان لیڈر جذباتی ہوتے ہیں۔ جن کے بارے میں کوئی پیشگی رائے قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔ شاید روسیوں کے لئے یہ بھولنا آسان نہیں ہے کہ انہیں تیسری دنیا میں خارجہ پالیسی کی سب سے بڑی شکست انہیں ایک اور مسلم ملک افغانستان میں اُٹھانی پڑی ہے۔

کچھ دوسرے مسائل کے بارے میں بھی روسی مسلمان اپنی ناراضگی کے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر روس میں حال ہی میں ایک ہزار سالہ جشن عیسائیت بڑے دھوم دھام سے منایا گیا۔ مسلمان بھی اس قسم کے جشن منانے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس حقیقت کا بھی پتا ہے۔ احساس

(باقی صفحہ [illegible] پر)

(پیر احمد شاہ مٹہ)

جنگ اور امن

اب تک وہ تاریک دور یاد ہے مجھ کو
جب میرے ایک ہمسائے نے
میرے گھر پر دھاوا بول دیا تھا ——
ہمسایے نے سمجھا تھا ہم غافل ہوں گے لیکن
میں اور میرے سب گھر والے غفلت کی تاریکی میں بھی
بند آنکھوں سے جاگ رہے تھے ——
ہوا جو کچھ اُدھر سے
بن گئے ڈھال ہمارے سینے
جوش میں آیا فرض ہمارا
چھوٹ گئے سرخوں کے پسینے
چھیڑ گئی جنگ حق و باطل کی ——

ناز تھا میرے سُرخ ہمسائے کو
اپنی سُپر پاوری کا
اس کی سوچ بجا تھی لیکن
سچ کی طاقت ہم رکھتے تھے
سچ میں آپ خدا شامل ہوتا ہے
سچ کے آگے کون ٹھہرتا ہے ——

ہم مجاہدین نے جو بھی قدم اٹھایا
اس میں ایسی قوموں کی تائید تھی حاصل ہم کو
جو سچ کو سچ، جھوٹ کو جھوٹ بتانے کی ہمت رکھتے تھے
اس کے ساتھ ہی سارے اہل قلم اور اہل دانش
اپنے دیس کی پشت پناہی کو نکل آئے
اور ان سب سے بڑھ کر تھی تائید عوام کی حاصل
میرے کرنیل اور جانباز افغانوں کو
وہ میرے جانباز بھائی جو ہر جنگ ہمیشہ جیتے
اور یہ جنگ بھی انہی نے جیتی ——

میرا یہ ایمان ہے میرے ہم قلمو!

ایسا وقت ہم پہ آن پڑا ہے
میرے جانباز بھائی میدان میں نکلے ہیں
جس نے بھی دیکھا ہے ٹیڑھی آنکھ سے میری قوم کی
آزادی کو
وہ ان سے چھینی ہوئی سنگینوں سے ان کے سینوں
کو چھلنی کر دیا
اور ہمیں اس پر فخر ہے ——

——

یہ سب ٹھیک ہے
لیکن میری تو دعا ہے اللہ سے
جلد ہی اس سُرخ سامراج کو تباہ کر دیں
ان کے سرخ شکنجے میں جکڑے ہوئے
بے یار و مددگار، مظلوم مسلمان
بخارا کے درسگاہوں سے
اٹھ کھڑا ہو، اور
افغانوں کی طرح ڈٹ جائیں .

——

محفوظ رہیں روسی مسلمان شکنجہ اغیار میں
مامون رہے "سُرخ جنت" کی عذاب سے
وہ بخارا میں شاد رہیں — آزاد رہیں
ہم اپنے گھروں میں شاد رہیں
ان کے بخارا پھر سے آباد رہیں
سب شہران کی آزاد رہیں
سب شہر اپنی آباد رہیں لیکن
ان کی لئے ابھی خون کی ندیاں بہانا ہے
ابھی لہو کا دریا پار کرانا ہے
اس کے بعد کہیں ہماری اور آمو پار بھائیوں کے
سب شاہراہوں پر
تہذیب و امن کی زندہ فاختہ گاتی رہے گی ——

——

بقیہ: روس میں اسلام

ہو گیا ہے . کہ بہت عرصہ کے بعد پہلی بار مسلم پس منظر کا کوئی لیڈر کمیونسٹ پارٹی پولٹ بیورو میں نہیں ہے . جو روس کا اعلیٰ ترین پالیسی ساز ادارہ ہے . برزنیف کے زمانہ میں جن کو کافی بدنام کیا جاتا ہے پولٹ بیورو میں تین مسلمان تھے . یعنی ازبک پارٹی کے سربراہ شرف رشیدوف قازق پارٹی کے سربراہ دین محمد کوناتف اور آذربائیجان سے نائب وزیر اعظم گیدار علی یوف ان حالات اور واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسیوں کو اب یہ احساس ہو گیا ہے کہ مختلف "بند سوسائٹیوں" میں اصلاح کی رفتار کو باقاعدہ نہیں بنایا جا سکتا . اور یہ کہ جب تبدیلی کا عمل ایک مرتبہ شروع ہو جائے تو اسے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا .

——

محمد ہمایوں "فائز" اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

ایک حقیقت

یہ مدد کرنے آتے تھے ؟؟؟؟

خوفزدہ بچے جلدی جلدی سکول کی طرف بھاگنے لگے۔ سب بچوں کے رنگ ڈر کی وجہ سے پیلے پڑ چکے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ایسا ظلم دیکھا جس کا تصور ہی رونگھٹے کھڑا کر دینے والا ہے اور جو افغانستان کی گلی کوچوں اور دیہات و شہروں میں ہر روز ہوتا ہے۔

یہ وہ دن تھے جب روسی فوج نئی نئی افغانستان آئی تھی۔ فضا پرسکون تھی۔ صبح کی ٹھنڈک سورج کے سامنے ابھی ماند نہیں پڑی تھی۔ سڑک پر اکادکا گاڑی وقفہ وقفہ سے گزر جاتی تھی اور چھوٹے بچے خراماں خراماں سڑک کے کنارے سکول کی طرف جا رہے تھے ایک بوڑھا ضعیف۔ سفید ریش آدمی اپنے گدھے کو ہانکتے ہوئے سڑک کے کنارے کنارے جا رہا تھا۔ شاید وہ کچھ چیزیں بیچ کر چند روپے کمانا چاہتا تھا تاکہ اپنے بال بچوں کا پیٹ بھر سکے اس بے چارے کو کیا خبر تھی کہ آج وہ گھر نہیں بلکہ اپنے ابدی ٹھکانے کی طرف جا رہا ہے۔

بوڑھا بچوں سے کچھ دور ہوا تھا کہ اتنے میں پیچھے سے کسی گاڑی کی بھاری آواز سنائی دی۔ آواز کو سنتے ہی بچے جلدی میں سڑک سے دور ہٹ گئے۔ کیونکہ پیچھے سے کوئی گاڑی نہیں بلکہ دو تین بکتر بند روسی ٹینک آ رہے تھے۔ اور روسی لٹیرے جن کے چہروں سے وحشت، ظلم اور بربریت ٹپکتی تھی ان ٹینکوں پر سوار تھے۔

جب ٹینک کی آواز گدھے کی کان میں پڑی تو گدھا بدک گیا اور سڑک کی طرف دوڑ پڑا مگر سڑک سے کافی فاصلے پر رُک گیا۔ اور ڈر کے مارے جیسے جم گیا ہو۔ بوڑھے نے بہت کوشش کی کہ گدھا یہاں سے ہٹ جائے مگر بے سود۔ بوڑھا اس کوشش میں لگا ہوا تھا کہ اتنے میں روسی ٹینک قریب آگئے۔ بچوں کا بھی یہی سوچ تھا۔ اور بوڑھا بھی یہی سمجھا کہ راستہ بہت ہے اور سڑک بھی بڑی ہے۔ پاس سے نکل جائیں گے۔ لیکن اس وقت بچوں کی چیخیں نکل گئیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ روسی ٹینک نے بڑی بے دردی سے بوڑھے کو کچل دیا اور ٹینک بوڑھے کے جسم پر لٹو کی طرح گھوم گیا۔ اور اس کا گدھا بھی ٹینک کی ٹکر سے دور جا گرا اور وہی اس کا بھی دم نکل گیا۔

بوڑھے کے ضعیف و ناتواں ہڈیوں کا ان بھوکے بھیڑیوں نے پسچ پچ کا سرمہ بنا دیا۔ زمین پر صرف خون ہی خون اور انسانی گوشت کا قیمہ نظر آ رہا تھا اس کارروائی کے بعد یہ لٹیرے اور قاتل جو افغان قوم کی مدد کے بہانے افغانستان میں لوٹ مار اور قتل و غارت کرنے آئے ہیں وہی سے واپس مُڑ گئے جیسے وہ صرف اسی لئے آئے تھے۔ کچھ دیر بعد قریبی تھانہ کے سپاہی آئے اور انہوں نے بوڑھے کے گوشت کا قیمہ بالٹیوں میں اٹھایا اور پتہ نہیں کہاں پھینک گئے۔ یوں انہوں نے اس شہادت کو چھپانا چاہا مگر ع

خون خود دیتا ہے جلاد کے مسکن کا سُراغ

اس رات بوڑھے کی بیوی بچوں نے بہت انتظار کیا۔ کیونکہ وہی واحد کمانے والا تھا۔ لیکن بوڑھے کو نہ آنا تھا اور نہ آیا اور وہ آتا بھی کیسے کہ وہ تو اپنے خالق حقیقی کے دربار میں پہنچ چکا تھا اور

ان ظالموں کے خلاف احتجاج کر رہا تھا جس خون کو ان بے غیرت اور بکے ہوئے افغان پٹھوؤں نے بالٹیوں میں بھر کر دبانے کی کوشش کی. اس خون کے قطرے آج ہزاروں مجاہدین کی شکل میں اُن پر بجلی اور طوفان کی طرح گر رہے ہیں.

بوڑھے کے اس خون پر آسمان بھی رویا اور اس خون کو زمین نے بھی اپنے سینے میں محفوظ کر لیا. تاکہ وہ آنے والی نسلوں اور تاریخ کو اس ظلم کی روداد بتا سکے.

حفاظت یوں کی جاتی ہے :-

اُس دن وہ گھر سے نکلا تاکہ کچھ گھوم پھر سکے. جب سے روسی افواج آئے ہوئے تھے. وہ گھر میں قیدی بنا تھا کیونکہ وہ جوان تھا صحت مند تھا اور روسی کسی بھی بہانے سے اُسے فوج میں جبری بھرتی کر سکتے تھے اور دوسری بات یہ کہ اُس کے تعلقات خلقیوں اور پرچمیوں سے کشیدہ تھے. آج کل یہاں سے نکل جانے اور اپنے گھر والوں کو لیکر مجاہدین کے پاس جانا چاہتا تھا تاکہ خود جہاد میں حصہ لے سکے اور اپنے والدین کو کسی محفوظ جگہ پہنچا سکے.

چونکہ وہ علاقہ کابل شہر کے قریب تھا اس لئے وہ آہستہ آہستہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا. آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور ہر طرف دھندسی دھند تھی اُس نے کچھ بے چینی محسوس کی وہ شہر کی طرف جانا نہیں چاہتا تھا مگر اُس کے قدم خود بخود اُس طرف اُٹھ رہے تھے. اس بے چارے کو کیا خبر تھی کہ موت منہ کھولے اُسے اپنی آہنی جبڑوں میں لینے کے لئے بے چین ہے.

آخر کار وہ اس چوک تک پہنچ گیا جہاں ایک فوجی چوکی تھی. جس میں صرف افغان فوجی اور افسر تھے. اُس نے ایک نگاہ سڑک کے پرلے کنارے چوکی پر ڈالی ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا جب کہ باقی چائے پینے میں مصروف تھے.

اس نے سڑک پار کی اور چوک کے درمیان پہنچ گیا کہ اتنے میں دائیں طرف سے ایک روسی جیپ نمودار ہوئی. جیپ کو دیکھتے ہی نوجوان چوک میں کھڑا ہو گیا تاکہ جیپ کے گزرنے پر وہ دوسرا سڑک بھی پار کر سکے. جیپ پوری رفتار سے آرہی تھی قریب پہنچ کر جیپ کا رُخ ایک دم بدل گیا اور اُس نے سیدھی نوجوان کو ٹکر ماری وہ بے چارا اچھلا اور پھر جیپ کے سامنے گر گیا اور جیپ میں ایسا پھنسا کہ جیپ رک گئی.

ان دنوں افغان فوج میں بعض ایسے لوگ بھی تھے. جو "مصلحتاً" یا کسی دھوکہ اور فریب میں آکر فوج میں موجود تو تھے مگر "حقیقتاً" وہ مسلمان تھے. اس چوکی میں بھی چند ایسے ہی فوجی اور افسر موجود تھے انہوں نے جب یہ ظلم دیکھا تو وہ اسے برداشت نہ کر سکے اور دونوں روسیوں کو جیپ سمیت چوکی میں قید کر گئے" اور نوجوان کی خون آلود نعش بھی اُٹھا گئے. کچھ دیر بعد جب دوسرے روسی فوجیوں کو اس واقعہ کی اطلاع مل گئی تو یہ خونخوار درندے جن کا ظلم اور ناانصافی زبان زد خاص و عام ہے وہاں منصفانہ فرائض انجام دینے آپہنچے اور لوگوں نے دیکھا کہ انہوں نے بہت خوب فیصلہ کیا اور ان کو کرنا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کہ اُن کے ہاں انصاف کا یہی مقصد ہے وہ اپنے ساتھیوں کو لے گئے اور نوجوان کی نعش غائب ہو گئی.

اس رات اس کی بوڑھی والدہ اور بہن بھائیوں نے بہت دیر تک اس کا انتظار کیا مگر اس کی تو لاش بھی غائب ہو گئی وہ تو روسی درندوں کے انصاف کا شکار ہوا تھا. وہ تو انسانی حقوق کے علمبرداروں کے ہتھے چڑھا تھا یہ درندے یہ بھیڑیئے، انصاف بانٹنے نکلے ہوئے ہیں. یہ تخفیف اسلحہ کے معاہدے کر رہے ہیں. کیونکہ یہ امن قائم کرنا چاہتے ہیں ان کی ڈکشنری میں امن کا مطلب لوگوں کو بلا جرم قتل کرنا، ماؤں کی گود سے بچے چھیننا، بے گناہ لوگوں سے جیلیں بھرنا، امن کا مطلب ان کے ہاں خون بہانا، پرائے ملکوں پر یلغار کرنا اور پرائے گھروں کو لوٹنا ہے. یہ درندے افغانستان کی حفاظت کرنے آئے ہیں.

کیا حفاظت اسی کو کہتے ہیں کہ گاؤں کے گاؤں جلا دیئے جائیں؟ مظلوم لوگوں پر بم برسائے جائیں؟ چھوٹے بچوں کو کھلونا بموں سے معذور اور اپاہج بنایا جائے؟ اور لوگوں کے گھر ویران کئے

جائیں ؟ "یہ ہے کمیونزم"

اور ان کا محبوب مشغلہ جیلوں میں قیدیوں کے ناخن نکالنا زخموں پر نمک ڈالنا، سگریٹ سے جلانا، بجلی کے جھٹکے دینا اور بدن سے گوشت کاٹنا ہے اسی طرح بھوکے تربیت یافتہ کتے قیدیوں پر چھوڑنا اور ایسی سزائیں جن کا تصور ہی خوفناک ہے۔

اور وہ شہید کیا گیا :-

اس کا نام سید زیتون آغا تھا۔ لمبا قد، چوڑا چکلا سینہ، گٹھا ہوا بدن ایک بھرپور جوان تھا۔

روس کے خونیں یلغار سے پہلے وہ خوست میں فوجی افسر تھا۔ جب روسی درندوں نے افغانستان پر اپنے ناپاک عزائم کے ساتھ حملہ کیا تو زیتون آغا کے ضمیر نے اُسے اللہ کے اس باغی نظام کی ماتحتی میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ فوج کو خیرباد کہنے کے بعد وہ سیدھا اپنے آبائی گاؤں سلطان پور آپہنچا جو کہ صوبہ ننگرہار میں واقع ہے گاؤں آئے ہوئے اُسے چند دن ہی ہوئے تھے کہ خونخوار اور درندہ صفت روسی فوج اس کے گاؤں پر حملہ آور ہوئی زمین ٹینکوں کی آواز سے ہل رہی تھی اور فضا ہیلی کاپٹروں اور جیٹ طیاروں کی آواز سے لرز رہی تھی۔

وہ فوج جو افغانستان میں دوستی اور حفاظت کے نام پر حملہ آور ہوئی اور جو ہر قدم پر اپنی دوستی کا ثبوت معصوم بچوں کو بندوقوں کی سنگینوں پر اچھالنے اور بوڑھوں اور جوانوں کو ٹینک کے نیچے روندنے کی شکل میں دے رہے تھے یہاں اس گاؤں میں بھی اپنے شیطانی عزائم کا اظہار کر کے کمیونزم کا اصلی چہرہ دکھانے لگے اور مجاہدین سے کھائے ہوئے زخموں کا بدلہ نہتے اور معصوم لوگوں سے لینے لگے۔

سید زیتون آغا کے اہل خانہ اور گاؤں کے جو لوگ نکل جانے میں کامیاب ہوئے تھے وہ تو اس ظلم سے تو بچ گئے۔ مگر وہ جانے والوں کی قسمت میں تو شہادت لکھی جا چکی تھی اور مؤمن کی اس سے بڑی آرزو اور کیا ہو سکتی ہے ؟ ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن

سید زیتون آغا گھر کا بڑا دروازہ بند کرتے ہوئے چھت پر چڑھ گیا مگر انسانی لہو چاٹنے والے انسان نما درندے راکٹ کی فائر سے دروازہ توڑتے ہوئے اس تک جا پہنچے۔ پھر کیا تھا کوئی ادھر سے بندوق کے بٹ مار رہا ہے تو کوئی ادھر سے۔ کبھی سر پہ ضرب پڑتی ہے تو کبھی چہرے پر، خون کے دھارے تھے۔ جو زمین کو رنگین کئے جا رہے تھے۔ مارتے پیٹتے وہ اسے کچھ دور لے گئے اور پھر کھیتوں کے قریب کئی فوجیوں نے بیک وقت اپنے مشین گنوں کے تمام کارتوس اس کے جسم میں اتار دیئے اور یوں اس کی زندگی کا چراغ گل کیا گیا۔ مگر ان بے وقوفوں کو پتہ نہیں کہ ایسے ہر قطرۂ خون سے ایک نیا چراغ جنم لیتا ہے۔

اس کی گناہ صرف یہی تھی کہ وہ مسلمان تھا اور اس کفر اور ظلم کے نظام کے خلاف احتجاج کر رہا تھا۔

یہ انسانیت کے نام پر بدنما داغ، روسی لٹیرے اسی طرح مجاہدین کی فتوحات کا بدلہ نہتے شہریوں سے لیتے ہیں معصوم بچوں کا خون بہا کر عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرتے ہیں۔

یہ ہے کمیونزم کے مظالم کا ایک انتہائی چھوٹا نمونہ۔ کیا اب بھی بعض عقل سے عاری کمیونزم کا نام لینا پسند کریں گے ؟

والسلام۔

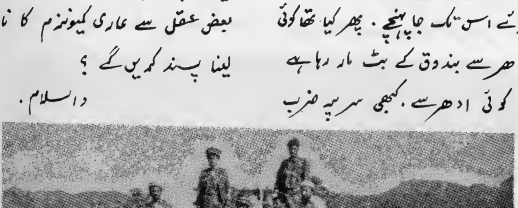

روسی جارحیت کا نیا انداز

ڈاکٹر عابد مٹہ

جس جنیوا معاہدہ کی بڑی دھوم دھام سے نمائش کی گئی۔ ہر استعمار کے حواریوں نے پروپیگنڈے کئے۔ معاہدے کئے۔ پریس پر سارا زور ڈالا۔ اور دنیا کو یوں باور کرایا کہ تاریخی جنیوا معاہدہ میں افغانستان کی قسمت اور آزادی کا فیصلہ ہوا ہے اب اس کی جو درگت اس معاہدہ کے ایک ضامن اور پروپیگنڈے اصیل کاروان اور انسانیت اور امن پسندی کا نام نہاد چیمپئن روس کے ہاتھوں بن رہی ہے وہ اس معاہدہ کے دوسرے ضامن امریکہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ان دونوں استعماروں نے دنیائے عالم کے سامنے اس سمجھوتے میں یہ طے پایا تھا کہ روس اپنی حملہ آور فوجیں واپس بلالے گا اس کے علاوہ وہ افغان حکومت اور حریت پسندوں کے درمیان مداخلت نہیں کرے گا۔ لیکن سب کو معلوم ہے کہ روسیوں نے اپنی فطرت کے مطابق روز اول ہی سے خلاف ورزیاں شروع کر دی ہیں اور الٹا پاکستان کے خلاف خلاف ورزیوں کے الزامات شروع کر دی ہیں۔ جب کہ دھمکیاں اس کے علاوہ ہیں۔ پاکستان نے دو ٹوک اور واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ مجاہدین کی مدد نہیں کر رہا ہے۔ اور نہ اس جنگ میں مداخلت کر رہا ہے۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ روس معاہدے میں مخلص نہیں۔ امریکہ بھی مجبوراً مجاہدین کی امداد کر رہا ہے اور پاکستان بھی مجاہدین کے اندرونی کاموں میں مداخلت نہیں کرتا کہ انہیں مجبور کر دیں ابتدا ہی سے روس نے خلاف ورزی شروع کر کے مجاہدین پر حملے تیز کر دیئے ہیں روسی سرزمین سے طیارے آکر مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کر رہے ہیں۔ نت نئے فوجی امداد افغانستان کو دی جا رہی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ پاکستان کے احتجاج پر اب پاکستانی علاقوں میں گھس کر بمباریوں کا سلسلہ د[illegible] اور مزید تباہ کن بنا دیا ہے۔ باجوڑ اور کُرّم ایجنسی پر فضائی خلاف ورزیاں تو معمول تھی۔ لیکن چند دن پہلے پشاور کے نواحی گاؤں شبقدر تک روسی طیارے گھس کر بمباری کرتے رہے۔ مہمند ایجنسی پر بھی بمباری کی۔ باجوڑ پر بمباریوں کا سلسلہ وسیع کر دیا۔ حد تو یہ کر دی کہ ضلع دیر میں بڑے پیمانے پر گھس کر بے گناہ مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپا دیا ہے۔ جن میں سکول کے معصوم طلبہ بھی شامل ہیں۔ روس بزدلانہ اور شرمناک کاروائیوں

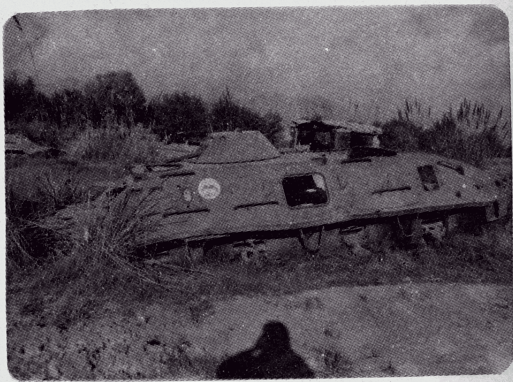

کی وجہ صرف یہ ہے کہ افغانستان میں ذلت آمیز شکست کا انتقام اب پاکستان کے نہتے اور مظلوم عوام سے لیا جا رہا ہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے تخریب کاری کا جال پھیلا دیا ہے۔ اجڑی کیمپ کا سانحہ پاکستان کو تحفہ دیا، اور پھر سب سے بڑا ظلم یہ کہ پاکستان کے سینئر فوجی حکام صدر ضیاء الحق سمیت شہید کر ڈالے گئے۔ آخری مظلوموں پر ظالموں کا یہ ہولناک کھیل کب تک جاری رہیگا نجیب کا اقتدار جب ڈگمگانے لگا، تو پاکستان پر غصہ نکالنے کی پالیسی اپنائی۔ خیر پاکستان تو ابتدا ہی سے آزمائش اور کڑے امتحان سے گزر رہا ہے۔ لیکن اس کے ارادے اور عزائم ویسے ہی بلند ہیں اب روسیوں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ زندہ قوموں کی زندگی میں نشیب و فراز آتے ہی رہتے ہیں۔ شخصیتیں آتی جاتی ہیں مگر زندہ قومیں اصولوں سے انحراف نہیں کرتیں۔ اب روسیوں کو ہر حال میں افغانستان سے جانا ہی پڑے گا۔

اس وقت مجاہدین افغانستان کے اسی فیصد علاقے پر قابض ہیں، متعدد صوبائی مراکز کو اپنے تحویل میں لے لیا ہے اور بہت سے اہم شہروں کی طرف پیشقدمی شروع کر دی ہے۔ کندوز اور قندھار میں تو کمیونسٹوں کا برا حال ہو چکا ہے۔ کابل کے اہم تنصیبات تو روزانہ مجاہدین نشانہ بنا رہے ہیں۔ شہر کے اندر گوریلا کاروائیاں زور پکڑ چکی ہیں۔ تقریباً ہر رات کابل شہر کی گلی کوچوں میں لڑائی ہوتی رہتی ہیں اب جب کابل حکومت بے یار و مددگار ہو چکی ہے۔ تو اپنے آپ کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اس سے فوری طور افغانستان کے ارد گرد علاقوں کو نقصان پیدا ہونے کا احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ اپنی گمراہ کن چالوں کو پھر سے آزمانا چاہتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی جب معاملہ صاف نظر نہیں آتا۔ تو امن پسند پاکستان پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ اس پر پاکستان نے احتجاج کے علاوہ تنبیہہ بھی کی۔ کئی طیارے مار بھی گرائے تاکہ یاد رہے کہ پاکستان امن پسند ہے اور اس کی امن پسندی کو کمزوری پر محمول نہ کیا جائے۔

جنیوا معاہدے نے اعلیٰ سطح پر افغان مسئلے کے متعلق بظاہر ایک ایسے روشن باب کو جنم دیا۔ جس کو روسی اور امریکی پروپیگنڈے نے دوبالا کر دیا۔ لیکن مجاہدین کی طرف سے مسترد ہونے کے ساتھ ساتھ یہ معاہدہ مضحکہ خیز اور فضول سمجھا جانے لگا شاید اب استعمار کو یقین آگیا ہوگا کہ مجاہدین واقعی ایک ایسی قوت بن گئے ہیں جو عالمی حیثیت اختیار کر چکے ہیں ان کی مرضی کے بغیر کوئی حل نا قابل عمل ہوگی۔ معاہدہ کے خلاف درزی کرتے ہوئے روسی فطرت ایک بار سامنے آگئی ہے۔ منافقت کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو معاہدے کے رو سے فوجیں نکالنے کے دعوے کئے جاتے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف اپنی کٹھ پتلی حکومت کو مستحکم بنانے کے لئے سر توڑ کوششوں میں لگے ہیں۔ گوربا چوف کی امن پسندی دیکھئے کہ ایک طرف روسی افواج کے انخلاء کے اعلانات ہو رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے ایک غیر نمائندہ نجیب حکومت کی پشت پناہی کرتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس قسم کا امن، جنگ اور امن کی دونوں کیفیات سے زیادہ خطرناک عوامل کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں خانہ جنگی اور باہمی جھگڑوں کی کیفیات بھیانک شکل اختیار کر لیتی ہیں، عالمی شخصیت اختیار کرنے کے باوجود گوربا چوف جیسے پرکشش خیالات کے حامل شخص سے ڈھکی چھپی نہیں کہ افغان عوام خاص مزاج، روایات اور ٹھوس طرز عمل کے مالک ہیں تاریخ شاہد ہے کہ افغانوں نے ہر جارح کا بھرپور مقابلہ کر کے اسے ہزیمت پر مجبور کر دیا۔ اب انکی نظر میں روسی انخلاء کے بعد نجیب انتظامیہ بھی رکاوٹ ہے چونکہ روسی انخلاء کے بعد نجیب انتظامیہ کی مزید قیام بعید از حقیقت ہے اور پھر اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے کہ پاکستان اس وقت اس مسئلے کا فریق بنا جب جوق در جوق مہاجرین پاکستان آنا شروع ہوئے پاکستانی حکومت اور عوام کا کھلے دل سے ان درماندہ لوگوں کا خیال، دیکھ بھال اور محبت و اخوت کو کوئی بڑے سے بڑا ناقد بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

پاکستان پر جارحیت کے حربے اثر انداز

نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے برعکس نفرت اور حقارت بڑھتی جائیگی یہ الگ بات ہے کہ پاکستان میں ان کے حواری انہیں غلط فہمی میں مبتلا کر رہے ہیں۔ پاکستانی قوم نے بڑے حوصلے سے اس افتاد کو برداشت کیا ہے۔ دشمن کو ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ صدر ضیاءالحق کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد وہ اپنی من مانی کرے گا۔

پاکستانی قوم عزم راسخ کی مالک ہے اس نے جو اصولی ارادہ کر لیا ہے وہ اس پر ثابت قدم رہے گی۔ پاکستانی قوم بفضلِ خدا بیک وقت کشمیر اور سرحد پر جہاد لڑ سکتی ہے وقت آیا تو انشاءاللہ یہ بھی دنیا دیکھے گی کہ چھوٹا سا ملک کس طرح بیک وقت ایمانی قوت سے دو عفریتوں کو شکست دے سکتا ہے۔ روسیوں کو ہر حال میں افغان سے جانا پڑے گا۔ اس کے ٹھیکیدار بھارت سرکار کو بھی ایک نہ ایک دن کشمیر آزاد کرنا پڑے گا ورنہ جس طرح افغان جیالے روسیوں کا ماسکو تک تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح پاکستانی سپوت بھی کشمیر کے راستے دہلی پر سبز ہلالی پرچم گاڑنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ افغانستان کی مجاہد ملت ماضی کی طرح ان ہتھکنڈوں سے مرعوب نہیں ہوگی اور اپنی مرضی کی حکومت خود بنائے گی۔ ساتھ ہی پاکستانیوں کے عزائم میں بھی روسی جارحیت سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔ ماضی کی طرح قدم

تجربے پھر سے آزما ڈالے۔ انشاءاللہ آئندہ بھی ان کے ارادوں میں کوئی فرق نہیں آئے گا ساتھ ہی ہم دنیا کے تمام آزاد اور جمہوریت پسند ممالک سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ روس کے اس مجرمانہ کارروائیوں پر نظر رکھیں اور اس خونی بھیڑیئے کو مجبور کریں کہ وہ اپنی ان حرکتوں سے باز آجائے ورنہ پاکستانی قوم ایسی بزدلانہ حرکتوں کا جواب دینا جانتی ہے۔

کمانڈر عبداللہ اپنے مجاہدوں کے ساتھ (سروبی فرنٹ)

اخبارِ جہاد

کابل جلال آباد شاہراہ پر واقع "کبوتر خانہ" نامی فوجی تھانہ فتح ہوگیا

۱۳ مختلف النوع اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ لگا!

افغانستان کے اندر مجاہدین راہِ حق نے اپنی جنگی کارروائیوں کو شدت بخشی ہے۔ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غیور اور کفر شکن مجاہدین راہ اسلام نے ۲۵ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو کابل جلال آباد شاہراہ پر واقع "کبوتر خانہ" نامی فوجی تھانہ پر حملہ بول دیا اور سہ پہر کے ۴ بجے سے مجاہدین اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی چھڑ گئی یہ لڑائی کئی گھنٹوں تک جاری رہی جس کے نتیجے میں کابل فوج کے کمانڈر عبدالقیوم اور سیاسی مشیر عبدالشکور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ دو فوجی افسر زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔

خبر میں کہا گیا ہے۔ کہ کئی مقدار گولہ بارود کے علاوہ ۱۳ر مختلف النوع اسلحہ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا ہے جبکہ دو ٹینک، ایک فوجی موٹر اور بکتر بند گاڑی کے علاوہ ۶۹ مختلف النوع اسلحہ جنگ کے دوران نذر آتش کر دیا گیا ہے۔ تھانے کا عمارت بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔

صوبہ ہرات میں مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں

جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدوں نے صوبے ہرات کے مختلف محاذوں پر کئی کامیاب کارروائیاں کر کے دشمن کو بھاری مالی و جانی نقصان پہنچایا،

موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی کے نڈر مجاہدین اور غاصب روسی فوجیوں اور ان کے ایجنٹوں کے درمیان ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو ہرات کے بالا حصار کے مقام پر ایک شدید جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں ایک روسی فوجی اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے دو کمیونسٹ ارکان ہلاک کر کے ایک مشین گن غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگی۔ جب کہ ایک روسی جیپ نذر آتش کر دیا گیا۔

ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین اسلام نے "باباجی" نامی علاقے میں کابل کٹھ پتلی حکومت کی فوج سے ایک شدید لڑائی کے دوران دو کمیونسٹ افراد کو ہلاک کر کے ایک کلاشنکوف رائفل پر قبضہ کر لیا۔

خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ جمعیت اسلامی افغانستان کے دلیر اور غیور آزادی پسند مجاہدین نے ۱۶ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو ہرات شاہراہ کے "کمر کلاغ" کے مقام پر ایک روسی فوجی چھاؤنی پر اچانک حملہ کر کے ۵ روسی فوجی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور دیگر ۲ر افراد کو زخمی کر کے ایک (122 MM) توپ ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔

کریملن نشینوں کے عزائم کچھ اور ہیں۔

جب ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء میں نام نہاد جنیوا معاہدہ پر دستخط ہوئے تو اسی وقت جہادی تنظیموں کے رہنما اور مجاہدین و مہاجرین کی جانب سے یہ معاہدہ مسترد کر دیا گیا اور اسے روس کی طرف سے اپنے خلاف سیاسی چال اور فریب کا ایک نیا سلسلہ قرار دیا۔ کیونکہ تاریخ میں ایسی کوئی مثال دیکھنے میں نہیں آتی کہ روسیوں نے کبھی بھی اپنا وعدہ نبھایا ہو، وہ تو کاغذ پر قراردادوں اور معاہدوں پر دستخط کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں لیکن ان پر عمل کرنا اس کی سیاسی روایتوں کے خلاف ہے۔ جنیوا معاہدے کے سلسلے میں بعض لوگوں نے ہمیں مطعون بھی کیا کہ "مجاہدین جنیوا معاہدے کو قبول کیوں نہیں کرتے؟ اب تو روسی فوجیں جانے والی ہیں کیا مجاہدین و مہاجرین واپس جانا نہیں چاہتے؟

حقیقت میں یہ لوگ روسیوں اور ان کے ناپاک عزائم کے بارے میں پوری اور مکمل معلومات نہیں رکھتے۔ روسیوں سے ابھی ان کا براہ راست تعلق نہیں رہا ہے اور نہ ہی روسیوں کے اصلی چہروں سے آشنا ہیں۔ ایک مشہور کہاوت ہے کہ:

روس کے بھی دو چہرے ہیں ایک دکھاوے اور فریب کا اور دوسرا اصلی چہرہ، یہ لوگ روس کا اصلی چہرہ نہیں دیکھتے بلکہ اگر یہ کہوں کہ یہ ان کے اصلی روپ سے ناواقف ہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ مگر افغان قوم ان کے اصلی روپ اور چہرے سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ظاہر میں تو روسی طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ انسان دوستی اور بشریت کے حقوق کا نام لے کر اپنے آپ کو غریب عوام اور محنت کشوں کا حامی اور مددگار سمجھتا ہے اور دنیا میں امن وسلامتی کی علمبرداری کا شدومد سے دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن اصلی روپ کے اعتبار سے ساری انسانیت کا دشمن، غریب اور محنت کش عوام کا خطرناک قاتل اور بنی نوع انسان

مجاہدین بہت جلد افغانستان کو آزاد کرا کر وہاں اسلامی حکومت قائم کر دیں گے

پشاور۔ افغانستان کے ۱۸۴ فوجیوں نے پاک افغان سرحد طورخم پار کر کے پاکستان کی حدود میں داخل ہو کر خیبر کے جوانوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر خود کو حکام کے حوالے کر دیا۔

معلوم ہوا ہے کہ ہتھیار ڈالنے والے افغان فوجیوں کو بعد ازاں کمانڈنٹ خیبر رائفلز سید حضر حیات کے سامنے پیش کیا گیا۔ جہاں سے انہیں بعد ازاں ایک خفیہ مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

ادھر افغان مجاہدین نے لنڈی خیبر اور پاک افغان سرحد طورخم پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد پاک افغان سرحد طورخم پر افغانستان کے سرکاری پرچم اتار کر وہاں اتحاد اسلامی افغانستان کے پرچم لہرا دیئے ہیں۔ جب کہ پاک افغان سرحد طورخم کے گیٹ پر جہاں افغان فوج دستے تعینات تھے۔ وہاں افغان مجاہدین کے دستے تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ افغان مجاہدین کے کمانڈر محمد ہاشم نے لنڈی خیبر میں "جنگ" سے خصوصی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ افغان مجاہدین نے افغانستان کے ۷۵ فیصد سے زائد حصہ کو روسی اور افغان فوجوں کے تسلط سے مکمل طور پر آزاد کروانے کے علاوہ پاک افغان سرحد طورخم سے لے کر بارکاب تک ۴۵ کلومیٹر کے علاقے کو بھی آزاد کروا لیا ہے۔ مجاہدین اب جلال آباد سے پانچ کلومیٹر دور کابل فوجوں کے خلاف بھرپور جنگ میں مصروف ہیں مجاہدین نے صوبہ ننگرہار کے صوبائی دارالحکومت جلال آباد اور اس سے ملحقہ روسی فوجی چھاؤنی ثمرخیل کے چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا ہے۔ مجاہدین نے اس ۴۵ کلومیٹر علاقہ میں ۸۵ بکتر بند گاڑیوں ایک سو ٹینکوں اور بھاری تعداد میں توپوں اور جدید خود کار ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ جبکہ اس جنگ میں مجموعی طور پر خود کار ہتھیاروں پر قبضہ کے علاوہ دو سو افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

افغان کمانڈر نے بتایا کہ مجاہدین کی طرف سے افغان فوجیوں کے لئے عام معافی کے اعلان کے بعد بھاری تعداد میں افغان فوجی ہتھیار ڈال کر مجاہدین سے مل رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین کی پے در پے کامیابیوں اور افغان فوجیوں کی بری طرح شکست سے افغان فوجی حوصلہ ہار بیٹھے ہیں۔ افغان کمانڈر نے بتایا کہ افغانستان کے ۷ جماعتی اتحاد کا ہدف افغانستان کی مکمل آزادی اور وہاں ایک مکمل اسلامی مملکت کا قیام ہے۔ اور انشاء اللہ مجاہدین بہت جلد اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

افغان کمانڈر نے بتایا کہ طورخم جلال آباد روڈ پر گذشتہ ایک ماہ سے ہر قسم کی ٹریفک مکمل طور پر بند ہے اور اس روڈ پر اب صرف افغان مجاہدین کی نقل و حرکت کا سلسلہ جاری ہے تاہم ہماری طرف سے افغانستان کے عام شہریوں کے لئے آمد و رفت پر کوئی پابندی نہیں

افغانستان میں مجاہدین کی تازہ کامیابیاں

پشاور ۲۰ نومبر (اے این اے) افغانستان کے مختلف علاقوں میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کے خلاف تازہ کامیابیاں حاصل کی ہیں اے این اے کے نمائندے کے مطابق مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے شہر گرمشک کے قریب ایک فوجی کیمپ پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں ۲۰ افغان فوجی ہلاک ہو گئے جب کہ اسلحہ کا ایک ڈپو تباہ ہو گیا۔ اسی طرح صوبہ ہرات میں اورسکان کے قریب مجاہدین نے کامیاب مورچہ بندی کر کے ۲۰ فوجیوں کو ہلاک اور ایک ٹینک، ۲ فوجی گاڑیاں اور ۳ ہیوی مشین گنیں تباہ کر دیں۔ سمنگان شہر کے قریب بھی مجاہدین نے مختلف کاروائیاں کیں۔ جن میں ۲۰ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دس گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

مجاہدین کے کابل حکومت کے وزیر دفاع کو زخمی کر دیا

پشاور۔ افغان میڈیا سنٹر کی طرف سے جاری کردہ ایک پریس ریلیز میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ کابل حکومت کے وزیر دفاع شاہ نواز کو گذشتہ روز ایک حملے میں زخمی اور ان کے ڈرائیور کو ہلاک کر دیا گیا۔

لنڈی خیبر کی اہم فوجی چھاؤنی پر مجاھدین کا قبضہ

کابل شہر پر راکٹوں سے ایک اور حملہ ۵۳ افراد ہلاک داؤد باغ کے فوجی مرکز میں آگ لگ گئی

کابل جلال آباد شاہراہ پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول، آزاد علاقے میں ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کا فیصلہ

اسلام آباد۔ افغانستان سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کابل فوج کی ایک اہم فوجی چھاؤنی لنڈی خیبر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو طورخم کی سرحد سے صرف پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے یہاں کابل فوج کے گیارہویں ڈویژن کا ۶۶ واں بریگیڈ متعین تھا جبکہ اس کی مدد کے لئے بھاری توپ خانہ بھی موجود تھا۔

مجاہدین نے اسی کابل فوجیوں کو گرفتار کر لیا بھاری تعداد میں ہتھیار اور گولہ بارود بھی مجاہدین کے ہاتھ لگا ہے

وائس آف امریکہ کے مطابق مجاہدین نے کابل شہر پر راکٹوں سے ایک اور حملہ کیا ہے۔ مجاہدین نے اپنی اس کارروائی کے دوران شہر میں اہم فوجی مراکز پر چھ راکٹ پھینکے جو قرانشٹی داؤد باغ اور دار الامن پر گرے جس کے نتیجے میں قرانشٹی اور دار الامن میں ۵۳ افراد ہلاک ہو گئے اور داؤد باغ کے بڑے فوجی مرکز میں آگ لگ گئی ۲۰ راکٹ کابل ایئر بیس نقویان اور ششدرک کے علاقوں میں گرے مجاہدین نے کابل جلال آباد شاہراہ پر بھی اپنا دباؤ بڑھا دیا ہے اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۲ چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے اور اب یہ شاہراہ مکمل طور پر مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔

حزب اسلامی کے ذرائع کے مطابق پرانے قلعہ اور شہیدان میں متعین کابل فوج کے ۵۵ فوجیوں اور چھ افسروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں

وائس آف امریکہ نے اپنے ایک اور نشریئے میں بتایا کہ مجاہدین کی فوجی کونسل نے افغانستان کے اندر آزاد علاقے میں اپنا ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ مجاہدین کا اپنی طرز کا پہلا اور بڑا مواصلاتی مرکز ہوگا۔

مجاہدین کے پکتیا صوبے میں ایک فوجی قافلے پر اچانک حملہ

افغان فضائیہ کی وحشیانہ بمباری

کابل ۲۰ نومبر (ریڈیو رپورٹ) افغانستان سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کابل فوج سے شدید لڑائی کے بعد صوبہ کنڑ میں السنان قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے مجاہدین نے لوگر صوبے کی فوجی چوکیوں پر حملے کئے اور ایک چوکی تباہ کر دی اور فوجیوں کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا مجاہدین نے پکتیا صوبے میں ایک فوجی قافلے پر اچانک حملہ کر کے کابل انتظامیہ کے تیرہ فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور ایک ٹینک اور ٹرک پر قبضہ کر لیا کابل کے مضافات میں افغان فضائیہ کی بمباری سے عورتوں اور بچوں سمیت بائیس شہری جاں بحق ہو گئے ہیں

ایجنسی کی خبروں کے مطابق کابل انتظامیہ کی فوج نے شکر درہ کارتہ چہار میں افغان مجاہدین کے خلاف کارروائی کرنے کی کوشش کی۔ جس کے دوران سات کابل فوجی ہلاک ہو گئے جب کہ ۴۶ مجاہدین کے ساتھ آ ملے۔ اس کارروائی کے دوران آٹھ مجاہدین شہید ہو گئے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق کابل کے قریب جھڑپ میں ۲۸ کابل فوجی ہلاک اور پانچ ٹینک سات فوجی گاڑیاں اور دو مشین گنیں تباہ کر دی گئی۔

ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین کابل جلال آباد شاہراہ پر دو فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ افغان مجاہدین نے گولہ باری سے کابل کے مضافات میں دار الامان اور سید خانہ کے مقامات پر فوجی تنصیبات کو زبردست نقصان پہنچایا گیا ہے۔

ننگرہار کے دیہات پر زہریلی گیس کے بمباری

اسلام آباد۔ افغان حکومت نے ہفتہ کی شب اور پھر اتوار کی شب صوبہ ننگرہار کے قصباتی علاقوں میں زہریلی گیس کے بم گرائے اور سکڈ میزائل بھی پھینکے گئے جو زہریلی گیس کے تھے

افغان مجاہدین نے ننگرہار کی فوجی چوکی پر قبضہ کر لیا

زبردست لڑائی کے باعث ہرات شہر کا بیشتر حصہ تباہ

کابل جلال آباد شاہراہ کا ۴۰ کلومیٹر حصہ آزاد کرا لیا گیا

اسلام آباد ۲ر نومبر ریڈیو رپورٹ) افغان مجاہدین نے صوبہ ننگرہار کی فوجی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق کابل انتظامیہ نے جنگی حریف کے اس صوبے اور کابل شاہراہ کی حفاظت کے لئے مزید کمک بھیج دی اس چھاؤنی پر قبضہ کے دوران افغان مجاہدین نے ۸۰ کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ جب کہ ۲۰ قیدی بنا لئے گئے۔ افغان مجاہدین نے ۴ ٹینکوں ۴ گاڑیوں اور بھاری مشین گنوں سمیت اسلحہ اور گولہ بارود پر بھی قبضہ کر لیا مجاہدین نے ایک فوجی چوکی پر حملہ کر کے بھاری نقصان پہنچایا۔ کابل انتظامیہ نے فوجی افسروں سمیت ۱۲ فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

اطلاعات کے مطابق قندہار پر کنٹرول کے لئے بھی کابل فوج اور افغان مجاہدین کے مابین زبردست جنگ جاری ہے اور کابل طیارے افغانستان پر اندھا دھند بمباری کر رہے ہیں۔ افغان مجاہدین نے ساتھ ہی مشین بریگیڈ اور گیریژن پر حملہ کیا اور فوجی ڈپو پر آگ لگا دی۔ گرماک میں یہ فوجیوں نے افغان مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ افغان مجاہدین نے داغستان پر حملہ کر کے بریگیڈ کمانڈر سمیت متعدد کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق سوویت یونین نے اپنی فوجوں کی افغانستان سے واپسی کا سلسلہ معطل کر دیا ہے یہ

اقدام دار الحکومت کابل اور دوسرے شہروں پر مجاہدین کے حملوں میں اضافہ کے بعد کیا گیا ہے۔ کابل پر مجاہدین کے تازہ ترین حملہ راکٹوں کی مدد سے کیا گیا۔ جس میں ۵۳ فوجی ہلاک ہوئے۔

افغانستان میں ایک اور شہر ہرات پر کنٹرول کے لئے بھی مجاہدین اور کابل فوجیوں کے درمیان زبردست لڑائی ہو رہی ہے اس سے شہر کا بیشتر حصہ تباہ ہو چکا ہے۔ خبروں کے مطابق یہ کابل فوجیوں کی پوزیشن خاصی کمزور ہے اور مقامی معاملات میں مجاہدین کے ساتھ غیر سرکاری طور پر رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

ادھر ہمارے سٹاف رپورٹر کے مطابق افغان مجاہدین نے پاک افغان سرحد طورخم کے قریب افغانستان کے علاقہ طورخم پر قبضہ کرنے کے بعد طورخم سے جلال آباد تک چالیس کلومیٹر کے علاقہ پر مکمل قبضہ کر لیا ہے۔ جس کے بعد جلال آباد کا فاصلہ صرف ۳۵ کلومیٹر رہ گیا ہے۔ مجاہدین نے صوبہ ننگرہار کے صوبائی دار الحکومت جلال آباد پر قبضہ کرنے کے لئے دباؤ بڑھاتے ہوئے حملوں کا سلسلہ تیز کر دیا ہے۔ طورخم کے علاقہ میں دو سو افغان فوجیوں نے دو ٹینکوں اور بھاری تعداد میں اسلحہ اور گولہ بارود سمیت ہتھیار ڈال کر

خود کو مجاہدین کے حوالہ کر دیا گذشتہ چار روز سے جلال آباد طورخم روڈ پر مجاہدین نے مکمل قبضہ کر لیا ہے اور جلال آباد روڈ ٹریفک کے لئے بند ہے۔

افغان فوجوں اور مجاہدین میں پاکستانی سرحد پر شدید لڑائی، لوگر ہائی وے پر روسی چوکیوں کا قیام مجاہدین کی طرف سے جلال آباد اور ننگرہار پر دباؤ ڈالنے کا فیصلہ

اسلام آباد۔ افغانستان کی صورتِ حال سے متعلق سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ روسی فوجوں نے لوگر ہائی وے پر دشت سکاؤ تک چوکیاں قائم کر لی ہیں۔ یہ مقام صوبہ پکتیا کے صدر مقام سے صرف ایک سو کلومیٹر دور ہے۔ اسی ہائی وے پر گردیز بھی موجود ہے جو اس وقت مجاہدین کے محاصرے میں ہے ادھر وائس آف امریکہ کے مطابق کابل سے جلال آباد تک مختلف مقامات اور پاکستانی سرحد پر طورخم کے مقام پر شدید لڑائی ہو رہی ہے۔ مغربی سفارت کاروں نے اطلاع دی ہے۔ کہ کابل اور جلال آباد کے درمیان آمدورفت ۲۵ اکتوبر کو بند رہی۔ پشاور میں مجاہدین کے ذرائع نے بتایا ہے کہ جلال آباد اور طورخم کے درمیان بھی گذشتہ اتوار سے ٹریفک بند ہے۔ گذشتہ پیر کو مجاہدین نے طورخم کے قریب افغان فوجیوں کے لنڈی خیبر گیریژن کو گرفتار کر لیا تھا افغان نیوز ایجنسی کے مطابق پکتیا کے کمانڈر خان فاروقی مولانا جلال الدین حقانی اور کنڑ کے ڈپٹی گورنر وحید اللہ نے جلال آباد پر مشترکہ دباؤ ڈالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ننگرہار میں بھی اہم ٹھکانوں پر حملہ کے لئے مشترکہ جدوجہد کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

کابل ایئرپورٹ پر راکٹوں سے حملہ ۱۵ افراد ہلاک، اورگون چھاؤنی پر مجاہدین کا قبضہ ۶ کابل فوجی گرفتار، ۵۰ ہزار کلاشن کوفوں پر قبضہ

کابل (داژانس افغان) کابل ایئرپورٹ پر بدھ کے روز راکٹوں سے ہونے والے حملے کے نتیجے میں ۱۵ افراد ہلاک اور ایئرپورٹ کی عمارت کو شدید نقصان پہنچا سفارتی ذرائع کے مطابق ایئرپورٹ پر تقریب ۲۵ راکٹ گرے جن کا درمیانی وقفہ تقریباً ۱۰ منٹ فی راکٹ تھا دریں اثنا مجاہدین نے افغانستان کے صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ پر پہلی کامیابی حاصل کر کے ایک حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا مجاہدین کے ذرائع کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے گذشتہ روز سپین کئی نامی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ کمانڈر شیرین جمال کی قیادت میں کی جانے والی اس کارروائی کے دوران چار کابل فوجی ہلاک اور گیارہ گرفتار ہوئے اور ایک سٹین گن اور ایک وائرلیس سیٹ مجاہدین کے قبضہ میں آ گیا ذرائع کے مطابق صوبہ پکتیا کی حفاظتی چھاؤنی اورگون کی تسخیر کے بعد بھاگنے والے چھ سو کابل فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ اورگون چھاؤنی سے ملنے والے اسلحے میں پانچ ہزار کلاشن کوف رائفلیں شامل ہیں افغانستان کی سرحدی چھاؤنی اسمار پر قبضے کے بعد مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے والے گیریژن کمانڈر کرنل نور احمد نے ایجنسی افغان پریس کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ کابل انتظامیہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود اس کی فوج تحلیل ہوتی جا رہی ہے انہوں نے بتایا کہ کابل فوج جو ڈویژن بارہ ہزار فوجیوں پر مشتمل ہوتا تھا اب محض ایک ہزار تک محدود رہ گیا ہے افرادی قوت کی کمی کے ساتھ اسلحہ اور گولہ بارود اور بھی کم ہو چکا ہے۔ کمانڈر نے بتایا کہ کابل انتظامیہ کی ساری فوج مجاہدین کے ساتھ شامل ہو چاہتی ہے۔

صوبہ پکتیا کو آزاد کرانے کے لئے سات جماعتی اتحاد کی حکمت عملی

۸ اکتوبر (داژانس افغان) افغان صوبے پکتیا کو آزاد کرانے کے پہلے مرحلے میں مجاہدین نے دس ماہ بعد دوبارہ سرحدی چھاؤنی خوست کا محاصرہ کر لیا ہے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے خوست کی صورت حال کے بارے میں بتایا

ہے۔ کہ صوبہ پکتیا کے جہاد وال مرکز میں دور دز قبل سات جماعتی اتحاد سے منسلک تنظیموں کے کمانڈروں کا اجلاس ہوا جس میں مجاہدین کی حکمت عملی کو قطعی شکل دی گئی۔ اطلاعات کے مطابق خوست چھاؤنی کے تین اطراف میں مجاہدین نے پختہ مورچے تعمیر کئے ہیں۔ جہاں تمام تر اسلحہ اور سامان رسد پہنچایا گیا ہے۔

افغانستان کے آزاد صوبے پکتیکا میں اورگون چھاؤنی کے سقوط کی تفصیلات جاری کرتے ہوئے حزب اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ کمانڈر خالد فاروقی کی قیادت میں اس معرکے کے دوران پندرہ مجاہد شہید اور ستاون زخمی ہوئے۔ اورگون چھاؤنی میں متعین فوجی دستے متعدد لاشیں اور زخمی لے کر بھاگ نکلے تاہم درجنوں فوجی پکڑے گئے۔ جن کی تعداد نہیں بتائی گئی۔ یہاں سے پانچ ٹینک آٹھ بکتر بند گاڑیاں، پندرہ ٹرک گیارہ ہلکی اور بھاری مشین گنیں، ستر مارٹر گنیں اور چار وائرلیس سیٹوں کے علاوہ آٹھ سو ساٹھ کلاشنکوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں، ایرانی سرحد سے ملنے والے مغربی افغان صوبے فرح میں مجاہدین نے ۱۰ر اکتوبر کو صوبائی صدر مقام کے شمال میں سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر خاک سفید کے نزدیک فوجی قافلے پر حملہ کیا۔ راکٹوں سے تیز رفتار کارروائی کے نتیجے میں ایک بکتر بند گاڑی اور دو جیپیں نشانہ بن گئیں۔ جب کہ سات کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں مجاہدین امدادی دستے کی آمد سے پہلے شہید ہونے والے دو ساتھیوں کی لاشیں لے کر اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

"ہمیں فرار کا راستہ دیا جائے"

افغان فوج کی مجاہدین سے درخواست

طورخم جلال آباد روڈ اور شاہراہ سالانگ کی بندش کے باعث کابل میں اشیائے خوردنی اور تیل کی قلت، مارکو نامی چوکی پر مجاہدین کا حملہ ۲۲ فوجی ہلاک متعدد ٹینک اور گاڑیاں تباہ

اسلام آباد، مجاہدین نے ۲ر نومبر کو طورخم کی جس چوکی پر قبضہ کیا تھا وائس آف امریکہ کے مطابق اس قبضے کے دس دن بعد افغان فوجیوں نے ۱۳ ٹینکوں کی مدد سے مجاہدین کی نرمی کے باعث اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ تاہم مجاہدین کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے طورخم اور جلال آباد کے درمیان رابطہ سڑک کاٹ دی ہے۔ مجاہدین کے ایک کمانڈر خالد کے مطابق مجاہدین نے مارکو نامی چوکی پر حملہ کیا اور اس دوران انہوں نے ۴ ٹینک اور تین فوجی گاڑیاں تباہ کر دیں۔ جبکہ ۲۲ فوجی بھی ہلاک کر دیئے گئے یہ چوکی طورخم جلال آباد شاہراہ پر واقع ہے۔ کمانڈر خالد نے مزید بتایا ہے کہ طورخم میں موجود افغان فوج نے مجاہدین سے درخواست کی ہے کہ انہیں جلال آباد کی جانب پسپا ہونے کا راستہ دیا جائے۔ تاہم مجاہدین نے ان سے کہا ہے کہ وہ ہتھیار ڈال دیں بصورت دیگر گرفتار ہونے کی صورت میں ان سے ایسا سلوک کیا جائے گا۔ جو مجرموں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔

مغربی سفارت کاروں کے مطابق پاکستان سے کابل کو برآمد کی جانے والی کھانے پینے کی اشیائ راستہ بند ہونے کی وجہ سے کابل نہیں پہنچ رہیں۔ جس کی وجہ سے وہاں گوشت گھی، روٹی اور شکر کی قلت پیدا ہو گئی ہے ادھر شاہراہ سالانگ کی وجہ سے کابل میں پٹرول اور ڈیزل کی بھی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے کابل کا برقی نظام بھی متاثر ہو رہا ہے۔ کابل میں ایک روسی وفد نے افغان حکومت کو تیل کی پیشکش کی ہے۔ لیکن سالانگ ہائی وے پر ناموافق حالات کے باعث افغان ڈرائیوروں نے آئل ٹینکر ڈرائیو کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

> روسیوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ جلد از جلد افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے۔ کیوں کہ وہ جتنا افغانستان میں ٹھہریں گے اتنا ہی انہیں جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑے گا۔
>
> پروفیسر برہان الدین "ربانی"

قافلۂ شہدا

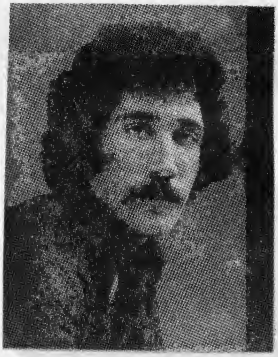

شہید غلام دستگیر

شہید غلام دستگیر ولد رستم خان صوبہ پروان کے سنجد درہ نامی علاقے کے ایک متقی، پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ ابھی عنفوان جوانی میں پہنچ چکا تھا کہ افغانستان کی فضا میں کفر والحاد کے کالے بادل امنڈ آئے اور افغانستان کے مسلمان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑنے لگے۔ جوان سال غلام دستگیر دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور اپنے مسلمان عوام کو روسیوں کی چنگل سے آزاد کرانے کی خاطر اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا، مجاہد موصوف شجاعت اور دلیری کے باعث سنجد درہ نامی فرنٹ کے انتظامی کمانڈر چن لیا گیا۔ ایک طویل مدت مصروف جہاد رہا اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات پہنچایا۔ آخر کار رمضان المبارک کے ۲۶ ویں دن روسی ایجنٹوں کی سازش کے نتیجے میں شہید ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

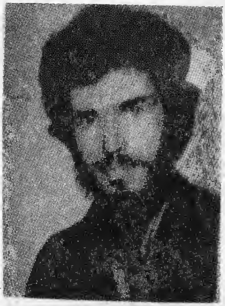

شہید سید عبدالواحد

سید عبدالواحد ولد عبدالسعید ۱۹۶۴ء میں صوبے پروان سب ڈویژن پنجشیر "غجی" نامی علاقے کے ایک دیندار، متقی اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقے کے ایک ٹدل اسکول سے حاصل کی جب ۱۹۷۸ء میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام روسی مظالم کی چکی میں پیسنے لگے تو اس مرد مجاہد نے اپنے دنیوی کاروبار سے منہ موڑ کر تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔

تین سال متواتر جہاد کرنے کے بعد وہ اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے علاقے کے مجاہدین کے کمانڈر چنا گیا۔ سید عبدالواحد نے ۱۹۸۴ء تک اپنے منصبی فرائض نہایت جرأت اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہیں۔ آخر کار ۱۹۸۴ء رمضان کے مہینے میں دشمن سے ایک خونریز جھڑپ کے دوران ۲۴ سال کی عمر میں شہید ہو کر اپنے خالق حقیقی کی جوار رحمت میں جگہ لے کر ابدی کامیابی حاصل کی۔

شہید انجنیئر محمد انور:

جناب حاجی محمد ایوب کے جواں سال فرزند شہید انجنیئر محمد انور نے ۱۹۶۱ء میں صوبہ کابل کے چاردہی نامی قصبے کے ایک دیندار، وطن دوست اور علم پرور گھرانے میں آنکھ کھولی ابھی یہ نوجوان اپنی تعلیم میں مصروف تھا کہ افغانستان میں کفر و الحاد کے گہرے بادل اُمنڈ آئے، نہتے مگر دلیر افغان عوام آئے دن کمیونسٹوں کی چکی میں پسنے لگے تو اس صورت حال کو دیکھ کر یہ نوجوان مجاہد اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ کابل میں مجاہدین کے ساتھ رابطہ استوار کر کے انہیں ہمہ وقت صورت حال سے باخبر رکھتا اور ایک دلیر گوریلا کی حیثیت سے جہادی مشن کو کابل شہر میں انجام دیتا رہا۔

اتفاقاً ایک دفعہ وہ کمیونسٹوں کے پنجوں میں آیا مگر "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے" اس نے جلد ہی جیل سے رہائی پائی اور دوبارہ اپنے تعلیمی سلسلے اور جہادی مشن کو جاری رکھا، تعلیم تکمیل کر کے اس نے عملی جہاد کا قیام کیا اور اپنے ہم رزم مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ ایک طویل عرصے تک جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں برسرپیکار رہا۔ آخر کار ۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء کی ایک خونریز جنگ کے دوران یہ نوجوان جام شہادت نوش کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

شہید محمد تورنگ خان:

جناب صاحب گل خان کے فرزند ہیڈ ماسٹر شہید محمد تورنگ خان نے ۱۹۳۷ء میں صوبے کاپیسا کے "اکاخیل" نامی گاؤں کے ایک متقی، پرہیزگار، محب وطن اور علم دوست گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والدین کی نیک تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ ۱۹۴۴ء میں انہیں اپنے علاقے کے ایک مقامی اسکول میں داخلہ دلوایا گیا اور پھر ابو حنیفہ" نامی مدرسے میں داخلہ لیا۔ ۱۹۶۱ء میں (ایف۔اے) کیا اور اپنے ہی صوبے کے ایک مقامی اسکول میں ماسٹر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۷۷ء میں اپنی قابلیت اور لیاقت کی بنا پر انہیں ہیڈ ماسٹر کا عہدہ دیا گیا۔ ابھی انہوں نے یہ سنگین عہدہ سنبھالا ہی تھا کہ افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا اس اسلام دوست اور محب وطن مرد مجاہد نے نوکری چھوڑ دی اور جہاد کا راستہ اپنایا۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں ان کے نصیب ہوئے۔ آخر کار ۱۹۸۰ء کے ایک خونین معرکے کے دوران جب کہ درجنوں ملحدوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا، خود بھی کام آیا اور اس طرح وہ شہیدوں کا درجہ حاصل کر لیا۔

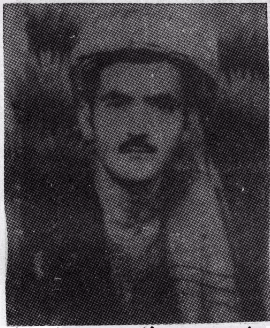

شہید محمد ظریف:

شہید محمد ظریف ولد حاجی چاری بائے آج سے تقریباً ۳۰، سال پہلے صوبہ جوزجان کے سب ڈویژن "منگ چارک" نامی شہر کے ایک دیندار، وطن دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ مرد مومن مجاہد ایک حادثے کا شکار ہوا اور اس طرح شہید ہو کر شہیدوں کے قافلے سے جا ملا۔

ہمارا نعرہ

PROPERTY OF ACKU

- اللہ کی رضا ، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اسلامی کا احیاء ،

PROPERTY OF ACKU

شمالی صوبوں کے سفر کے دوران استاد "ربانی" مجاہدین سے خطاب فرما رہے ہیں،

صوبہ ننگرہار میں مجاہدین نے توپ اور ٹینک پر قبضہ کر لیا

کمانڈر انجنیئر احمد شاہ مسعود جہادی مرکز کا جائزہ لے رہا ہے

کے حقوق کا غاصب اور ازلی دشمن ہے ۔ روسیوں کے قول وفعل میں مشرق اور مغرب جتنا فرق ہے ۔ چنانچہ اس ادعا کے ثبوت میں بخارا، ثمرقند اور روس کے زیر تسلط دیگر اسلامی ریاستوں کی تاریخ کھلی کتاب کی طرح آپ کے سامنے ہے ۔

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ نام نہاد جنیوا معاہدے کے بعد روسی فوج نے افغانستان کے نہتے عوام پر پہلے سے کہیں زیادہ ظلم وتشدد میں اضافہ کر دیا ہے ۔ روسیوں اور ان کے پٹھوؤں نے جنیوا معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد پہلے ہی ہفتے میں اس معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی شروع کی تھی ۔

مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کے نتیجے میں جب قندز پر مجاہدین کا مکمل قبضہ عمل میں آیا تو روسی طیاروں نے روس کے اندر دوشنبہ شہر کے ائیر پورٹ سے پرواز کر کے مجاہدین پر بمباری کی ، اسی طرح جیسے مجاہدین نے آگے بڑھ کر جلال آباد شہر کی طرف پیش قدمی کی تو روس نے مقابلے کے لیے تازہ دم فوج بھیج دی ۔ جب کہ یہ دونوں فوجی کارروائیاں جنیوا معاہدے کے منافی اور کھلم کھلا خلاف ورزی ہے ۔ ہم نام نہاد جنیوا معاہدہ کو اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی فوجی موجود ہو، ہمیں اندازہ ہے کہ روسی قیادت اس تاک میں ہے کہ وہ جنیوا معاہدے کے کھوکھلے نعرے کو بہانہ بنا کر مجاہدین کی صفوں میں رخنہ ڈالے اور اس طرح مجاہدین کی جدوجہد آزادی کو نقصان پہنچائے ہمیں پختہ یقین ہے کہ روس ماضی کی طرح اپنی اس گھناؤنی سازش میں بھی ناکام اور نامراد رہے گا ۔

یہ بات بھی سننے میں آرہی ہے کہ مجاہدین آپس میں متفق ومتحد نہیں ہیں اس لیے افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلا کے بعد وہاں خونریزی اور خانہ جنگی شروع ہو جائے گی

اس بارے میں یہ عرض پیش کرنا چاہوں گا کہ روسی فوجوں نے افغانستان میں دس سالوں سے قتل عام، دہشت گردی اور خون ریزی کا جو بازار گرم کر رکھا ہے کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی خونریزی اور خون خرابہ ہو سکتا ہے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ افغانستان کی آزادی اور وہاں ایک اسلامی حکومت کا قیام مجاہدین کا واحد مقصد اور نصب العین ہے، جہادی تنظیموں کا مقصد ایک ہے، موقف ایک ہے اور اس مقصد کے حصول کی راہ میں ان کا مشترکہ دشمن اور رکاوٹ ایک ہے جو کہ روسی افواج ہیں اس لیے مجاہدین اور ان کے جہادی راہنماؤں کے درمیان اپنے مقصد سے ہٹنے والے کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ چنانچہ اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کی تشکیل اور موجودہ مجاہدین کے درمیان کامل یکجہتی اور یگانگت کا بین ثبوت اور مخالفین کے اس ادعا کہ مجاہدین کے درمیان اختلاف ہے کو مسترد کرتا ہے۔

جہاں تک آزادی کے بعد آزاد اور اسلامی افغانستان میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے اور چلانے کا تعلق ہے تو آپ خود سوچئے کہ ایک قوم جو دنیا کی طاغوتی اور سامراجی طاقت سے لڑ کر ان کی فوج کو اپنی سرزمین سے نکال باہر پھینک سکتی ہے۔ بے سروسامانی کے عالم میں صفوں کو منظم کر کے اس کی با اعتماد راہنمائی کر سکتے ہیں تو انہیں آزادی کے بعد اپنے ملک میں سازگار حالات کے باوجود حکومت چلانے میں کیا دشواری پیش آ سکتی ہے۔

یہ اور اس طرح کی ہزاروں قیاس آرائیاں روسی اور ان کے ایجنٹوں کے وہ حربے اور ہتھکنڈے ہیں جو وہ میدان جنگ میں حاصل نہ کر سکے اور چاہتے ہیں کہ اس بازی کو چال فریب اور ہتھکنڈوں کی صورت میں مجاہدین میں اختلافات پیدا کر کے حاصل کر لے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ مجاہدین کو دشمن کے اس قسم کے

متھکنڈوں کا پورا پورا احساس ہے۔ اس لیے دشمن کو سمجھ لینا چاہیئے کہ مجاہدین اور مہاجرین میں کسی بھی قسم کا اختلاف موجود نہیں۔ بلکہ وہ متفق و متحد ہو کر مشترکہ طور پر اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اس وقت تک بڑھتے رہیں گے جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچ جائیں۔

ہمارا جہاد حصول اقتدار کی خاطر نہیں بلکہ رضائے الہیٰ، اللہ کی زمین پر حکومت الہیٰ کا قیام اور غاصبوں اور متجاوز سامراجی طاقت کے چنگل سے اپنے وطن کی آزادی کی خاطر ہے۔ چنانچہ پروفیسر برہان الدین" ربانی" کی قیادت میں اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کی سپریم کونسل کی طرف سے شوریٰ اسلامی افغانستان کی تجویز مجاہد راہنماؤں کی خلوص نیت اور وسعت فکر کا آئینہ دار ہے۔

اس شوریٰ کی تشکیل کا مقصد یہ ہے کہ اس میں افغانستان کے گوشے گوشے کے (کفری اور اشتراکی نظریات کے حامل لوگوں کے سوا) دانش مند اور دانشور اپنی صلاحیت اور سیاسی بصیرت سے کام لیتے ہوئے آئندہ حکومت کے قیام میں اہم کردار ادا کر سکیں۔

فرمانِ الٰہی

کبھی تُم نے غور کیا؟

> کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں۔ پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے۔ (الواقعہ)

تشریح: اس فقرے میں اللہ کی قدرت و حکمت کے ایک اہم کرشمے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پانی کے اندر اللہ تعالےٰ نے جو حیرت انگیز خواص رکھے ہیں ان میں سے ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس کے اندر خواہ کتنی ہی چیزیں تحلیل ہو جائیں۔ جب وہ حرارت کے اثر سے بھاپ میں تبدیل ہوتا ہے تو ساری آمیزشیں نیچے چھوڑ دیتا ہے۔ اور صرف اپنے اصل آبی اجزاء کو لے کر ہوا میں اڑتا ہے۔ یہ خاصیت اگر اس میں نہ ہوتی تو پھر بھاپ میں تبدیل ہوتے وقت بھی وہ سب چیزیں اس میں شامل رہتیں جو پانی ہونے کی حالت میں اس کے اندر تحلیل شدہ تھیں۔ اس صورت میں سمندر سے جو بھاپیں اٹھتیں ان میں سمندر کا نمک بھی شامل ہوتا اور ان کی بارش تمام روئے زمین کو زمینِ شور بنا دیتی۔ نہ انسان اس پانی کو پی کر جی سکتا تھا۔ نہ کسی قسم کی نباتات اس پانی سے اگ سکتی تھی۔

اب کیا کوئی شخص دماغ میں ذرا سی بھی عقل رکھتے ہوئے یہ دعوٰی کر سکتا ہے کہ اندھی بہری فطرت سے خود بخود پانی میں یہ حکیمانہ خاصیت پیدا ہو گئی ہے؟ یہ خاصیت جس کی بدولت کھاری سمندروں سے صاف ستھرا میٹھا پانی کشید ہو کر بارش کی شکل میں برستا ہے اور پھر دریاؤں نہروں اور چشموں اور کنوؤں کی شکل میں آب رسانی اور آب پاشی کی خدمت انجام دیتا ہے۔ اس بات کی صریح شہادت فراہم کرتی ہے کہ ودیعت کرنے والے نے پانی میں اس کو خوب سوچ سمجھ کر بالارادہ اس مقصد کے لئے ودیعت کیا ہے کہ وہ اس کی پیدا کردہ مخلوقات کی پرورش کا ذریعہ بن سکے۔